ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۰	رجب المرجب ۱۴۳۳ھ / جون ۲۰۱۲ء	شمارہ : ٦

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے	دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال	اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر	رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311
اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر	خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
	فون/فیکس : 042 - 37703662
جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس	رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۱
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۴
مروجہ محفل میلاد	حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحبؒ	۲۸
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۱
اِسلامی صکوک : تعارف اَور تحفظات	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۴
منقبت خالُ المؤمنین سیّدنا اَمیر معاویہؓ	جناب پروفیسر میاں محمد اَفضل صاحب	۴۴
بنیاد پرستی کا مصداق ! مغرب کی نظر میں	حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی	۴۶
شیخ الہندؒ کی زندگی ایک نظر میں	حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو	۵۳
عربی زبان کی خصوصیات واِمتیازات	محترم جناب مظفر عباسی صاحب	۵۶
اَخبار الجامعہ		۶۱
موت العَالِم موت العَالَم		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

آج کل ملکِ عزیز جن حالات سے گزر رہا ہے اُن پر ہر شخص دِل گرفتہ اَور پریشان ہے لوڈشیڈنگ نے پوری قوم کو مضطرب کر رکھا ہے اَور وہ ہنگامہ و اِحتجاج اَور توڑ پھوڑ پر اُتر آئی ہے۔ کراچی میں قتل و غارت گری رُکنے میں نہیں آرہی بلوچستان میں بغاوت کے شعلے بلند ہورہے ہیں مہنگائی اَور بیروزگاری نے ہر شخص و خاندان کا جینا حرام کردیا ہے معاشی عدمِ مساوات، سماجی ناہمواریوں نے قوم کو ذہنی مریض بنادیا ہے دُکھ کے مارے بھوک کے ماں باپ اپنے بچوں کو فروخت کررہے ہیں۔

نسلی، لسانی، گروہی، سیاسی، علاقائی اَور صوبائی اِختلافات کا خاتمہ کر کے ایک متحد قوم کو اَندرونی اَور بیرونی مصائب و آلام کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے بجائے حکمرانوں اَور سیاستدانوں نے اَپنے اَپنے حامیوں کو جلسے اَور جلوسوں پر لگادیا ہے۔ کہیں سزا یافتہ وزیر اعظم کی حمایت میں نعرہ بازی ہورہی ہے اَور کہیں مہاجر کہیں سرائیکی کہیں ہزارہ صوبے کے قیام کا مطالبہ۔

وفاق اَور پنجاب کی سرد لڑائی سے جہاں روز بروز ملک کی معاشی و اِقتصادی حالت بگڑتی جارہی ہے وہیں ملکِ عزیز کی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہورہے ہیں، آئے دِن علماء کرام کے ناحق قتل

سے دینی حلقوں میں بے چینی پھیل رہی ہے جس کا لاوہ کسی بھی وقت پھٹ کر بڑی آگ کی شکل اِختیار کر سکتا ہے۔

اِن حالات میں حکمرانوں کو چاہیے کہ آنکھیں کھولیں، دوست اَور دُشمن کو پہچانیں اَور اَپنے اِقتدار کو بچانے کے بجائے وطنِ عزیز کی بقاء و سالمیت کو ترجیح دیں۔ ہر معاملہ میں بڑی طاقتوں کی طرف نظر کرنے کے بجائے رُجوع اِلی اللہ کرتے ہوئے اَپنے فیصلے خود کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

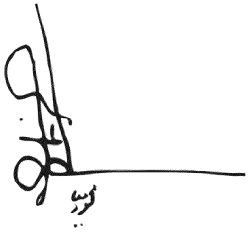

۱۹؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ/ ۱۰؍جون ۲۰۱۲ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تقسیم اَسناد و دَستار بندی کی تقریب صبح آٹھ تا دَس بجے منعقد ہوگی، اِس موقع پر بڑے جلسہ کا اِنعقاد نہیں ہوگا، خواہش منداَفراد شرکت فرما سکتے ہیں۔(اِدارہ)

اَلداعی الٰی الخیر

سیّد محمود میاں غفرلہٗ و اَراکین و خدام جامعہ مدنیہ جدید

فون : 37726702 - 042 موبائل : 4249302 - 0333

نوٹ : خواتین زحمت نہ فرمائیں

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت اِبنِ مسعودؓ ہر وقت کے خادمِ خاص، آپ ﷺ کا اِن پر اِعتماد حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کی رائے۔ اِبنِ مسعودؓ کی خدمات اَور کوفہ اِن کی تواضع اَور اپنے بعد والوں کو ہدایات

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 69 سائیڈ B 1987 - 05 - 24)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عبداللہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے درجہ کے صحابی ہیں اُن کی بلندی کی بات یہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بہت زیادہ حاضر رہتے تھے اِنتہائی ہوشیاری سے صَاحِبُ السِّوَاکِ وَالْوِسَادَۃِ وَالْمِطْھَرَۃِ[1] آپ کا تکیہ رکھتے تھے مسواک رکھتے تھے وضو کا پانی رکھتے تھے اَور نعلین مبارک بھی رکھتے تھے۔ تو ایسا آدمی جو یہ سب چیزیں رکھتا ہو وہ نہایت سمجھ دار ہوگا ضرور، فرض شناس ہوگا ذرا بھی اُس میں غفلت نہیں ہوتی ہوگی ورنہ اَگر غفلت ہو تو بجائے راحت کے تکلیف ہوجاتی ہے۔ لوگ جوتا اُٹھا لیتے ہیں بزرگوں کا عقیدت میں اَور بعض بزرگ تو ایسے خفا ہوتے تھے کہ جوتا اُٹھانے والے کی پٹائی کر دیتے تھے بات یہی ہوتی ہوگی میرا جہاں تک خیال ہے کہ حساس طبیعت

[1] بخاری کتاب الاستیذان رقم الحدیث ٦٢٧٨ و مشکوۃ کتاب المناقب رقم الحدیث ٦١٩١

جو لوگ ہیں اُن کو تو بڑی دِقت ہوتی ہے جب چیز کی ضرورت ہو اَور نہ ملتی ہو تو جوتا اُٹھانے والے جوتا شوق میں اُٹھا لیتے ہیں لیکن پھر کہاں رکھ دیا اَور موجود رہیں یہ نہیں ہوتی پابندی، بس جوتا اُٹھالیا رکھ دیا پھر کوئی خود اَپنے آپ کو کام پڑ گیا یا کوئی چیز سامنے آگئی اُدھر چل دیے اَور وہ رہ گیا۔ اَب جس سے عقیدت تھی اَور عقیدت میں اُس کے جوتے اُٹھائے تھے جب وہ فارغ ہوگا تو وہ ڈھونڈے گا خود ہی اَور اُس کی خاطر آٹھ دس آدمی اُس کے جوتوں کی تلاش میں لگیں گے تو بجائے راحت کے تکلیف کا سامان ہوگیا تو جو آدمی جوتے اُٹھاتا ہے وہ کام تو بظاہر بڑا مختصر سا ہے لیکن وہ ذمہ داری کا کام ہے اَز اَوّل تا آخر حاضر باشی، اَور کب ضرورت پڑ جائے یہ کیا پتہ آدمی بیٹھے ہیں اَور اُن کو ضرورت پڑ گئی ہے کہیں جانے کی جیسے اِنسانی حوائج ہیں تو فوراً ضرورت پڑے گی اَور وہ دَرمیان کی بات ہوگئی بالکل یہ بھی نہیں کہ وقت پورا ہوا ہو بیٹھنے کا، دو گھنٹے پورے گزرے ہوں بیٹھنے کے، نہیں آدھے گھنٹے بعد بھی ضرورت پڑسکتی ہے اُن کو اَور دو گھنٹے بعد بھی ضرورت پڑسکتی ہے ڈیڑھ گھنٹے بعد بھی پڑسکتی ہے تو جوتے وہ اُٹھائے جو بڑا حاضر باش ہو ورنہ نہ اُٹھائے۔

تو اِن کی خصوصیات میں میں ذکر کررہا تھا کہ یہ تھیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی اِس قسم کی چیزیں یہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے اَور جب آپ تشریف فرما ہوئے ہیں دیکھا کہ اَب تھک گئے ہوں گے ٹیک لگالیں تو تکیہ پیش کردیتے تھے، اگر باہر جانا ہے تو جوتے، اِستنجاء کے لیے جانا ہے یا وضو دوبارہ کرنی ہے تو پانی، مسواک کی ضرورت ہے تو مسواک اُن کے پاس ہے اَپنی نہیں رسول اللہ ﷺ کی، بڑے قرب کی بات بڑی سعادت کی بات ہے اَور راحت پہنچ رہی ہے یہ نہیں کہ تکلیف پہنچی ہو یا شکایت ہوئی ہو رسول اللہ ﷺ کو بلکہ راحت پہنچائی ہے۔

صحابہؓ اِن کو اہلِ خانہ خیال کرتے تھے :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بہت دِنوں تک عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ سمجھتے رہے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اہلِ خانہ میں سے ہیں کوئی رشتہ دار ہیں قرابت دار ہیں یہ، وجہ ؟ وجہ یہ تھی کہ یہ بکثرت جاتے تھے اَور اِن کی والدہ بھی بکثرت جاتی تھیں،

تو پردہ اُس وقت تک اُترا ہی نہیں تھا تو آنا جانا اگر ہو اِس طرح سے، والدہ عورت ہوئیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آرہی ہیں اَور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں تو یہ اِجازت لے کر بس داخل ہوجاتے ہیں تو ایسے کسی کو بھی اِجازت نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنہیں خصوصی اِجازت دی اِذْنُکَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ [۱] مختلف طرح پڑھا جاسکتا ہے یہ لفظ میں اِجازت دیتا ہوں تمہیں یہ کہ تم پردہ اُٹھا سکتے ہو یعنی پردہ آہستہ آہستہ ہٹاؤ مجھے منع کرنا ہوگا منع کردُوں گا ورنہ اَگر پردہ اُٹھانے کے دَرمیان میں نے منع نہ کیا تو پھر اِجازت ہے تم آسکتے ہو تو اِتنی حاضر باشی اَور اِتنا قرب اَور سمجھ۔

اِن کی بلند فکر اَور آپ ﷺ کا اِن پر اِعتماد :

تو اِن کی سمجھ علم اَور تقوی کے بارے میں ایک حدیث سناتا ہوں آپ کو کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ لَھَا اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ [۲] میں اپنی اُمت کے لیے اُس چیز پر راضی ہوں جس چیز پر اِبن اُمِ عبد راضی ہوں تو یہ اُمت کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کو اِن کی سمجھ اِن کے اِخلاص اِن کی بلندیٔ فکر تمام چیزوں پر اِعتماد ہے، اگر فکر کی بلندی نہ ہو تو چھوٹی چیز پر رہ جاتا ہے آدمی آگے جا نہیں سکتا۔

قرآن اَور اِبن مسعودؓ :

آقائے نامدار ﷺ نے کچھ صحابہ کرامؓ کے نام لیے کہ قرآنِ پاک اُن سے پڑھو اُن میں ایک حضرت عبداللہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے حضرت عبداللہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سناؤ یہ عرض کرنے لگے اَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ [۳] میں جناب کو سُناؤں (حالانکہ) اُترا جناب پر ہے اَور سناؤں میں ! تو اِرشاد فرمایا کہ نہیں میرا دِل چاہتا ہے کہ میں دُوسروں سے سنوں تو پھر اِنہوں نے سنانا شروع کیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ستر سورتیں ایسی

---

[۱] مُسند اَبی یعلٰی المُوصلی ۴۹۸۹ [۲] مُصنف اِبن اَبی شَیبہ کتاب الفضائل رقم الحدیث ۳۲۲۳۱

[۳] بخاری شریف کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۵۰۴۹

ہیں کہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی زبانِ مبارک سے خود سن کر سیکھی ہیں یاد کی ہیں، بہت بڑی خوش نصیبی ہے اِتنا بڑا حصہ علم کا رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہونا یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

حضرت عمرؓ اَور اِبن مسعودؓ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِنہیں کوفہ بھیجا، کوفہ بھیجا تو پھر لکھا اہلِ کوفہ کو **آثَرْتُکُمْ لِعَبْدِاللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ** [۱] میں نے تمہارے پاس جو بھیجا ہے اِنہیں عبداللہ کو تو میں نے تمہیں اَپنے اُوپر ترجیح دی ہے کہیں کہتے ہیں کہ **کُنَیْفٌ مُلِئَ عِلْمًا** [۲] عبداللہ اِبن مسعود علم سے بھرے ہوئے کوٹھا [۳] ہیں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ اِن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اَور جو اُن کے بعد آئے سب کے سب اِن کی فضیلت کے، تقوے کے، بلندیٔ نظر، فقاہت، دین کی سمجھ، گہرائی ہر چیز کے قائل رہے ہیں۔

ایک صاحب ہیں بڑے درجے کے محدث بہت بڑے آدمی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا، ایک دفعہ بات ہو رہی تھی تو حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بات فرمائی اُنہوں نے کہا کہ **فَذٰلِکَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنِّیْ مِنْ اَعْلَمِھِمْ وَلَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ** جتنے بھی صحابہ کرامؓ ہیں جو خدا کے فضل سے محفوظ ہیں وہ سب کے سب یہ بات جانتے ہیں کہ میں اِن میں سب سے زیادہ علم والا ہوں (مگر) اَفضل نہیں ہوں۔

اَفضلیت کا تعلق ہماری رائے سے نہیں اَللہ کی پسند سے ہے :

اَفضلیت کو اَپنی نہیں بتا رہے جو بات سچ مچ ہے بس اُتنی بتا رہے ہیں۔ اَفضل کون ہے وہ تو اللہ جان سکتا ہے کیونکہ اَفضلیت کا مدار ہماری رائے پر نہیں ہے وہ خدا کی پسند پر ہے تو اِس لیے فرمایا کہ **وَلَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ** میں یہ نہیں کہتا کہ میں اُن میں اَفضل ہوں لیکن سب یہ جانتے ہیں کہ میں اُن سب

---

[۱] نصب الرایة ج اوّل باب منزلة الکوفة من علوم الاجتهاد [۲] اَیضًا [۳] ذخیرہ، گودام

سے زیادہ عالم ہوں اَور اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی بھی کتاب اللہ کا علم مجھ سے زیادہ رکھتا ہے اَور اُس کے پاس سفر کرکے ہی پہنچا جا سکتا ہے تو میں سفر کر کے پہنچوں گا۔

اِن کی کوفہ آمد اَور خدمات :

میں نے آپ کو ایک صحابی کے بارے میں اِتنی باتیں سنائیں تعریف سنائی کام بھی اُن کا تھوڑا سا بتائے دیتا ہوں وہ آئے کوفے میں تو اُنہوں نے پڑھانا شروع کر دیا اَور وہاں علم ہی یہی تھا قانون بھی یہی تھا قاضی بھی یہی پڑھتے تھے مفتی بھی یہی پڑھتے تھے اَور یہ چلا آیا ہے اَب تک، ترکی دَور کے خاتمے سن تیرہ سو چودہ ہجری (۱۹۲۳ء) تک۔

کافروں کی تعزیرات کی اِسلامی قوانین پر ترجیح :

بدقسمتی ہے کہ اُسے تو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اَور جو اَنگریز نے بنایا تھا وہ چل رہا ہے اَور اُس کا نام قانون بھی نہیں تھا ''تعزیراتِ ہند'' اُس نے نام رکھا تھا ''تعزیر'' تو کہتے ہی ہیں اُس کو جو مرمت کی جائے غلطیوں پر، تو سزائیں تھیں وہ ایک طرح کی، عجیب (اَفسوس ناک) چیز تھی۔ بہرحال وہ پسند کر رکھی ہے اَور وہ چھوڑ رکھی ہے۔ تو چونکہ ''علم'' نام ہی حدیث قرآنِ پاک اَور فقہ اِن کا نام تھا تو اِس بناء پر اِن کے پاس شاگرد زیادہ آنے شروع ہو گئے اَور شاگرد لائق ہوئے تو کوفہ مرکز بن گیا علم کا۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے جب کوفے کو دارُ الخلافہ بنایا ہے عارضی یا مستقل جس طرح بھی بنایا کیونکہ حکومتِ اِسلامی کی حدود بہت پھیل گئی تھیں تو اِس لیے مدینہ طیبہ کے علاوہ بنانا منع نہیں تھا تو اُنہوں نے کوفہ بنالیا اُس کے بعد حضرتِ معاویہؓ نے شام میں دِمشق بنالیا اُن کے بعد عباسی لوگوں نے بغداد بنالیا یعنی جنگی نقطۂ نظر دفاعی اَور تحفظ کے نقطۂ نظر سے وہ چلتا رہا ہے دارُ الخلافہ، رضی اللہ عنہم۔

حضرت اِبن مسعودؓ اَور کوفہ :

تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ جب آئے ہیں یہاں کوفہ میں تو کوفے کے فقہاء کی کثرت سے

بڑے خوش ہوئے سُرَّ مِنْ کَثْرَةِ فُقَهَائِهَا ۱ وہاں کے لوگ مِلے جو گویا طالب علم تھے یا طلبِ علم رکھتے تھے چاہے علم سے فارغ ہو چکے ہوں فاضل ہو چکے ہوں مگر طلبِ علم تھی۔ تو جب آدمی بات کرتا ہے تو طالبِ علم کا بھی اَنداز ہو جاتا ہے بات کرتے وقت کہ یہ کس اِستعداد کا ہے اُس کے سوال سے پھر اُس کو جو جواب دیا جاتا ہے اُس کی سمجھ سے اَور سوال کی باریکی سے گہرائی کا تمام چیزوں کا اَنداز ہو جاتا ہے۔ تو دیکھا کہ چار سو آدمی تھے ایسے کہ جو فقیہ کہلانے کے قابل تھے اَرْبَعُ مِأَئةٍ قَدْ فَقِهُوْا. تو بڑے خوش ہوئے اَور اُنہوں نے کہا کہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد وہ اِس بستی کے چراغ ہیں اَصْحَابُ بْنِ مَسْعُوْدٍ سُرُجُ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۲ ایک دفعہ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس بستی کو اُنہوں نے علم سے بھر دیا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے اُوپر رحمت فرمائے رَحِمَ اللّٰهُ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ مَلَاءَ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ عِلْمًا ۳ بڑے تعریفی کلمات ہیں یہ۔

قاضی عطاء یہیں کے آدمی تھے فرما دیا کہ مجھے تو وقت ملے گا نہیں شریح سے کہہ دیا کہ تم ہی فیصلے دیتے رہو ہاں میں آؤں گا تمہاری عدالت میں دیکھوں گا کیسے فیصلے دیتے ہو، وہ فیصلے سنے اَور بہت خوش ہوئے بڑی دَاد دِی فرمایا قُمْ يَا شُرَيْحُ فَاَنْتَ اَقْضَى الْعَرَبِ ۴ جیسے شاباش دیتے ہیں کہ تم بہترین فیصلہ کرتے ہو۔

اِسلام کا عدالتی نظام، یہودی مسلمان ہو گیا :

پھر خود بھی اَپنا ایک زِرہ کا کیس بھی بھیج دیا وہیں اِن کی عدالت میں، اِختیار تھا کہ نہ بھیجتے خود کرتے مگر اللہ کی اِس میں بھی حکمت تھی بہت سے نئے مسائل حل ہوتے چلے گئے۔ بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا۔ یہودی نے چرائی تھی زِرہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعوی کیا اَور وہ اِنہی کی عدالت میں آ گیا اِن کو لے کر، پوچھا اُن سے گواہ جناب کے پاس ؟

---

۱ نصب الرایة ج اوّل منزلة الکوفة من علوم الاجتهاد ۲ ایضًا ۳ ایضًا ۴ ایضًا

کہا یہ حسین ہے یا حسن کا نام لیا۔

تو اُنہوں نے کہا کہ یہ تو رشتہ دار ہیں جناب کے اَور سگے بیٹے ہیں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِن کی تو تعریف کی ہے رسول اللہ ﷺ نے تو جن کی تعریف کردیں رسول اللہ ﷺ وہ تو پھر قابلِ تعریف ہے اَور حجت ہے۔

تو اِنہوں نے پھر آگے سے جواب دیا کہ چاہے قابلِ تعریف ہیں اَور چاہے تعریف کی ہو مگر آپ کے لیے تو بیٹے ہیں پھر یہ اِشکال پیش کردیا اِنہوں نے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کی بات کو مان لیا وزن دیا کہ یہ بات ٹھیک کہتے ہیں اَور پھر چلے آئے۔

اَور اِسے ہی دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہوا اَور زِرہ اُس نے واپس دی۔

دعوی بھی صحیح تھا (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اِن کے) گواہ بھی صحیح تھے تو اِسلام کا عدل و اِنصاف دیکھتے ہوئے وہ مسلمان ہوگیا۔

اَور ایک مسئلہ بھی طے ہوگیا کہ بیٹا وغیرہ اِس طرح کی چیزوں کی گواہیوں میں نہیں دے سکتے گواہی۔

تو میں نے ذکر شروع کیا تھا حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اُن کی تعریف ہوئی اُن کا تعارف ہوا اُن کے کچھ حالات ہوئے اُن کا قرب، علمی درجہ، یہ آیا سامنے۔

اَسماء الرجال میں اِن کا مقام :

اَچھا جتنی کتابیں لکھی جاتی ہیں اَسماء الرجال کی اُن میں ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے تو لکھتے ہیں نام حضرتِ اَبوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اَور پھر نمبر دو پر لکھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نمبر تین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نمبر چار حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اَور نمبر پانچ جو ہے وہ حضرت

عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے میں نے یہ چند جگہ دیکھا کتابوں میں جو اَسماء الرجال کی ہیں حالانکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عشرۂ مبشرہ میں نہیں ہیں اَور طرح کی فضیلتیں تو بہت ہیں مگر جو دَس حضرات ہیں عشرۂ مبشرہ اُن میں نہیں ہیں۔

مگر علمی مقام اِن کا اُن خلفاء کے بعد ہے فوراً تو اِس لیے علمی مقام کے اِعتبار سے اِن کو وہ درجہ دیا جاتا ہے۔

اِن کی تواضع اَور ہدایات :

اَب اِتنی فضیلتیں جمع ہوگئیں لیکن اِن کا یہ حال ہے تواضع کی وجہ سے، اِن کی روایت ملتی ہے فرماتے ہیں :

مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ جو بھی کوئی کسی کے پیچھے چلنا چاہتا ہے پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ اُس کی پیروی کرے جو دُنیا سے رُخصت ہو چکا ہے۔

فَاِنَّ الْحَیَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ چونکہ زِندہ جب تک زندہ ہے کوئی پتہ نہیں کس وقت وہ آزمائش میں پڑ جائے اَور جب آزمائش میں پڑتا ہے تو پھر نکل بھی سکتا ہے اُس سے یا نہیں، کوئی پتہ نہیں گویا اپنی طرف سے توجہ ہٹا دی اُنہوں نے، کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میری پیروی کرو اپنے آپ کو بچایا گویا اُنہوں نے۔

اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو حضرات دُنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں حضرت عمر اَور اُن سے پہلے اَبو بکر اَور بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رُخصت ہو چکے ہیں اہلِ بدر بہت سارے شہید ہو چکے تھے یہ زمانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا اَور اِن کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی دو ڈھائی سال پہلے ہوئی ہے سن ۳۲ھ میں ہوئی ہے غالبًا اِن کی وفات، تو بہت سارے لوگ وفات پا چکے تھے ۳۲ھ تک۔

صحابہ کرام ؓ کا مقام اِبنِ مسعود ؓ کی زبانی :

تو یہ کہتے ہیں بس یہ جو اَصحابِ محمد ﷺ ہیں آپ کے صحابہ ہیں۔

کَانُوْا اَفْضَلَ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ اِس اُمت کے سب سے اَفضل لوگ وہی ہیں سب سے بڑے وہی ہیں اَولیاء کرام سے بھی بڑے سب سے بڑے کیونکہ اِن میں رسول اللہ ﷺ کے ''صحابی'' ہونے کا وصف پایا جارہا ہے جس کے تحت ''ولایت'' خود بخود آجاتی ہے ولی ہونا خود بخود آجاتا ہے۔

اَ بَرَّھَا قُلُوْبًا یہ صحابہ کرام جو تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے شرفِ صحبت حاصل کرنے والے یہ بہت نیک دِل تھے اَ بَرَّھَا قُلُوْبًا ''نہایت نیک دِل''۔

اَعْمَقَھَا عِلْمًا ''علم میں بڑی گہرائی'' تک نظر جاتی تھی اُن کی، علم میں گہرائی تک نظر جاتی ہے یہ نہیں کہ آپ سمجھ لیں کہ اَب ہم نے ترقی کرلی ہے علمی اَب یہ دَور زیادہ ہے علمی ترقی کا یہ غلط بات ہے یہ سوچ ثبوت کو نہیں پہنچتی جب موازنہ کیا جاتا ہے اَور مطالعہ کیا جاتا ہے اُن حالات کا اَور اُن چیزوں کا تو پتہ چلتا ہے کہ یہ (آج کے لوگ) اُس درجہ کے نہیں ہیں۔

اَقَلَّھَا تَکَلُّفًا اَور ''تکلف نہیں تھا'' بہت تھوڑا تکلف تھا۔

اِخْتَارَھُمُ اللّٰہُ لِصُحْبَةِ نَبِیِّہٖ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہیں اللہ نے چنا تھا ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کے لیے'' پیدا ہی اِس دَور میں اِنہیں اِسی لیے کیا گیا تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بنیں اِن میں اہلیت زیادہ دی۔

وَلِاِقَامَةِ دِیْنِہٖ اَور اِس لیے اللہ نے اُن کو چنا کہ وہ اللہ کا دین جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اُس کو وہ پھیلائیں اُس کو مظبوطی سے جمائیں ''اِقامتِ دین'' کریں۔

فَاعْرِفُوْا لَھُمْ فَضْلَھُمْ وَاتَّبِعُوْھُمْ عَلٰی اِثْرِھِمْ تو تم اُن کی فضیلت پہچانو سمجھو اِسے اَور اِن کے پیروی کرو اِن کے پیچھے پیچھے جاؤ۔

وَتَمَسَّکُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِھِمْ وَسِیَرِھِمْ جہاں تک تم سے ممکن ہو اِن کے

اَخلاق اَور اِن کی جو فطرت ہے سیرت ہے وہ بھی مظبوطی سے تم حاصل کرتے جاؤ اَپنے اَندر جذب کرتے جاؤ لیتے جاؤ اَور اُس پر جمے رہو تَمَسَّکُوْا مظبوطی سے پکڑے رہو۔

فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ[1] اِس واسطے کہ یہ لوگ صحیح ہدایت پر تھے۔

اَپنے آپ سے ہٹا کر اَسلاف پر نظر لے جا رہے ہیں کہ جو صحابہ کرام رض دُنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ اِیمان پر گئے ہیں بس اُن کی پیروی کرتے رہو، تواضع کا اپنی یہ حال ہے اُن کی کہ اپنے بارے میں نہیں فرمارہے ہیں اپنے بارے میں تو فرمایا کہ جو بھی پیروی کرنی چاہے اُس کی کرے جو دُنیا سے رُخصت ہو چکا ہو کیونکہ جب تک زِندہ ہے کوئی پتہ نہیں کس وقت کیا ہو جائے اُس کے دِل کو کیا ہو جائے اُس کے خیالات کو کیا ہو جائے۔

اللہ سے اُمید بھی خوف بھی :

ویسے اللہ کا وعدہ ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اللہ کا بڑے تاکیدی اَلفاظ سے وعدہ ہے کہ جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں صحیح راہ حاصل کرنے کے لیے رضا خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم اُن لوگوں کو ضرور اپنے راستوں پر چلائیں گے تو یہ وعدہ ہے، اللہ کے کرم سے (ایسی ہی) اُمید رکھنی بھی چاہیے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ نہیں، بے خوف نہیں ہو سکتا وہ آدمی، بے خوف ہونا غلط ہے تو جو وفات پا چکے ہیں اُن کو دیکھو اَور اُن کی پیروی کرو یہ اِن کی تواضع ہے باوجود اِتنے فضائل کے مالک ہونے کے پھر بھی تواضع کا حال یہ ہے کہ دُوسرے صحابہ کرام رض کی تعریف فرمائی، دُوسروں کی تعریف کرنے میں بڑے کھلے دِل سے تعریف کرتے تھے اُس میں کوئی خرابی کوئی اُس میں تنگی نہیں نظر آتی بالکل۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو آخرت میں اِن سب حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے اَور صحیح معنٰی میں اِتباعِ سنت کی توفیق دے اَور ہمارے لیے آسان فرمائے ہمیں اِسلام پر قائم رکھے مزید اپنی رضا اَور فضل سے نوازتا رہے بڑھاتا رہے۔ آمین، اِختتامی دُعاء......

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۹۳

علمی مضامین سلسلہ نمبر۵۳ ، قسط : ۱

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ایک جامع صفات شخصیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو حق تعالیٰ نے جن صفاتِ عالیہ سے نوازا تھا آج سب اہلِ پاکستان اِس کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں علم و عقل اَور حلم و شجاعت جیسے اَوصافِ عالیہ کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ یہ اَوصاف جمع ہوں مگر تقوی نہ ہو تو بھی یہ کمالات ایک نقص کا نشانہ رہتے ہیں اَور اِعتدال میں بہت کمی رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تقوی کی نعمت سے بھی مالا مال کیا۔ خداوند کریم نے اُنہیں موقع بخشا کہ وہ اَپنے علاقے کے ایک بزرگ سے فیضیاب ہوئے اَور منازلِ سلوک طے کیں۔

اَساتذہ :

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بہترین اَساتذہ سے علوم حاصل کیے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اَساتذہ کرام کا تذکرہ بھی کر دیا جائے۔

(۱) حضرت مولانا سیّد فخر الدین اَحمد صاحب رحمة اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھی۔

مولانا فخر الدین صاحبؒ ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے دارُ العلوم دیو بند میں حضرت مولانا اَنور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف وغیرہ پڑھی تھی اُس زمانہ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ مالٹہ میں اَسیر تھے۔ مولانا فخر الدین صاحبؒ نے جب مدرسہ شاہی مراد آباد میں پڑھانا شروع کیا تو معقولات و فلکیات کی مشکل کتابیں بھی پڑھاتے رہے اُنہیں تمام علوم میں درجۂ کمال حاصل تھا۔

مدرسہ شاہی کا یہ نام اِس لیے ہے کہ وہ شہر کے وسط میں ایک مسجد کے گرد بنایا گیا ہے یہ مسجد شاہی دَور کی ہے اِس مدرسہ کی بنیاد حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی اِس لیے اِس کا دُوسرا نام ''جامعہ قاسمیہ'' ہے۔ اَور جب بنیاد رکھنے کے لیے اپیل کی گئی تو کہتے ہیں کہ پردیسی نے سب سے پہلے چندہ دیا تھا اَور عربی میں ''پردیسی'' کو وہاں ''غریب'' کہتے ہیں اِس لیے اِس کا نام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدرسۃ الغرباء'' رکھا تھا۔ یہ نام وہاں پتھر پر دَرج ہے اَور رُوداد میں بھی لکھا جاتا ہے لیکن لیٹر پیڈ وغیرہ پر صرف ''جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی'' تحریر ہے۔ یہ وجہ تسمیہ عوام سے سنی گئی ہے لیکن جامعہ قاسمیہ مراد آباد کی رُوداد ۱۲۹۶ھ میں یہ وجہ تحریر ہے کہ جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے مراد آباد تشریف آوری کے موقع پر مدرسہ قائم کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے فرمایا تھا کہ :

''اگر تم چند آدمی متفق ہو کر غرباء سے چندہ لینا شروع کر دو اَور اُمراء میں سے جو صاحب بنظر ثواب شریک ہوں اُن کو شریک کرو تو خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ ایک رقم معقول جمع ہو جائے اَور پھر اللہ پر بھروسہ فرما کر یوں فرمایا کہ جاؤ اِس کام میں جلدی کرو۔ اَوّل ایک مدرس عربی جو جملہ کتبِ درسیہ پڑھا سکے اُس کو بہ تنخواہ مقرر کر کے مدرسہ جاری کر دو اَور اِنتظام اِس کا غرباء ہی کی رائے پر چھوڑ دو۔''

اِس کے بعد مدرسہ قائم ہوا جو ماہِ صفر ۱۲۹۶ھ سے آج تک جاری ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی.
اِس درسگاہ سے بڑے بڑے علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ سابق صدر مہتمم دارُالعلوم دیو بند

مولانا حافظ اَحمد صاحب جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما کے صاحبزادے اَور موجودہ مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم کے والد ماجد تھے، یہیں کے فاضل تھے۔

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، مولانا عبدالغفور صاحب غزنویؒ (سابق قاضی القضاۃ غزنی)، حضرت مولانا محمود صاحب طرزئی ؒ (سابق وزیرِ اعظم اَفغانستان) یہ سب حضرات اِسی مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ نے اِس معیاری درسگاہ میں بہت طویل عرصہ پڑھایا کہ مراد آباد وہی گویا اُن کے لیے وطن بن گیا۔ ۱۹۴۴ء میں حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ اِسارت میں اَور پھر اُن کی وفات کے بعد سے لے کر خود اپنی وفات تک دارُالعلوم دیو بند میں بخاری شریف پڑھاتے رہے، دارُالعلوم کے شیخ الحدیث رہے اَور جمعیۃ علماءِ ہند کے صدر رہے اُنہوں نے بخاری شریف (مراد آباد اَور دیو بند میں مِلا کر) تقریبًا ساٹھ سال پڑھائی ہے۔ ۲-۷۲ء میں علالت بڑھنے پر مراد آباد گئے وہیں وفات پائی اَور مدفون ہوئے۔

رحمہ اللہ (تاریخ وفات: ۲۰ ؍ صفر ۱۳۹۲ھ)

مدارسِ عربیہ میں ریٹائرمنٹ اَور زیادہ عمر ہوجانے پر ''عالم'' کی صلاحیتیں ختم ہوجانے کا عقیدہ نہیں ہے۔ اِس لیے ہر عالم بحمداللہ تا وفات پڑھاتا رہتا ہے اُس کی جسمانی کمزوری کی یہ رعایت کردی جاتی ہے کہ اَسباق کی تعداد کم کر دی جاتی ہے۔

مولانا فخرالدین صاحبؒ کی وفات اُن دنوں میں ہوئی جب مفتی صاحب وزیرِ اعلیٰ ہونے ہی والے تھے۔ تقریبِ وزارت کے موقع پر (جمعیۃ علمائے اِسلام) موجودہ نظام العلماء کے سب اَراکین وغیرہ پشاور گئے تھے میں نے اِسی موقع پر حضرت مفتی صاحب کو اِن کی وفات کی اِطلاع دی تھی۔

(۲) حضرت مفتی صاحبؒ کے دُوسرے اُستاذِ جلیل حضرت مولانا عجب نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا عجب نور صاحبؒ بنوں کے رہنے والے تھے۔ علومِ عقلیہ کی تحصیل ریاست بھوپال میں نہایت قابل اَساتذہ سے کی تھی فلکیات میں بہت مہارت تھی خود بھی بہت مطالعہ کرتے تھے اَور ایسے طلبہ سے بہت خوش رہتے تھے جو اُن سے دَورانِ سبق میں دَقیق سوالات کرے گذشتہ پڑھی ہوئی کتابیں

یاد ہوں اَور مطالعہ کا عادی ہو، وہ سوالات کی کثرت سے خوش ہوا کرتے تھے۔ علم فلکیات کی کتاب ''تصریح'' پڑھاتے وقت مابین السطور بھی پڑھایا کرتے تھے۔ بہت جسیم اَور جہیر الصوت تھے تقسیم کے بعد اپنے وطن بنوں تشریف لے آئے اَور مدرسہ معراج العلوم کی بنیاد ڈالی۔

مدرسہ شاہی میں ۱۹۴۴ء میں اِنہیں حدیث کی بڑی کتاب مسلم شریف دی گئی۔ حدیثِ پاک ایسا مضمون ہے جس میں بے حد حلاوت اَور وسعت ہے چنانچہ جب اِنہوں نے معراج العلوم کی بنیاد ڈالی تو وہاں بخاری شریف بھی خود پڑھاتے رہے اَور سب علوم وفنون عقلیہ سے اِن کی طبیعت کلیۃً ہٹ گئی۔

مولانا عجب نور صاحب سے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے فلسفہ، منطق (معقولات) کی بڑی کتابیں، فلکیات کی کتابیں اَور فقہ حنفی کی مہتم بالشان کتاب هدایه اَخیرین پڑھی۔

(۳) والدِ محترم حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُنہوں نے علم اَدب (عربی) کی تمام کتابیں پڑھیں اَور حدیث کی اہم کتاب ترمذی شریف پڑھی۔

(۴) جامعہ قاسمیہ میں حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس قراء ت وتجوید تھے اِن سے حضرت مفتی صاحبؒ نے قراء تِ سبعہ وعشرہ پڑھیں، مولانا قاری عبداللہ صاحب تھانہ بھون کے رہنے والے تھے، علم قراء ت پر کمال درجہ کا عبور حاصل تھا۔

حضرت اَقدس مولانا اَشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

''مجھے عرصہ سے مسئلہ ''ضاد'' میں اِشکال تھا جو کسی سے حل نہ ہوتا تھا حتی کہ عزیزی قاری عبداللہ آئے۔''

حضرت تھانویؒ کے مجموعۂ فتاوی کے پہلے نسخوں میں اِس مضمون کا نوٹ تھا جو بعد کے نسخوں میں حذف کردیا گیا حضرت مفتی صاحبؒ اِس پر اِظہارِ اَفسوس فرماتے تھے۔

خداوندِ کریم نے نہایت اَعلیٰ سیاسی بصیرت بھی بخشی تھی ایسی بصیرت کہ جس کی تعریف حضرت مفتی صاحبؒ آخر وقت تک کرتے رہے۔ اُنہوں نے اَنگریز کے دَور میں تحریکِ آزادی میں قید وبند کی صعوبتیں بھی اُٹھائی تھیں۔

یہ سب حضرات جو اَعلیٰ درجہ کے اہلِ علم و کمال تھے حضرت مفتی صاحبؒ کے بڑے اَساتذہ تھے مگر کسی صاحبِ کمال سے کچھ حاصل کرنا یہ حاصل کرنے والے کی اپنی صلاحیت پر موقوف ہوتا ہے اِس لحاظ سے حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ اُن کا کمال تھا۔

تعظیمِ اَساتذہ :

اَور علومِ دینیہ میں جب تک اَساتذہ خوش نہ ہوں یا طالبِ علم کے دِل میں اَساتذہ کی محبت وعظمت نہ ہو اُس وقت تک علم حاصل کرنے والے سے آگے سلسلۂ فیض نہیں چل سکتا۔ حضرت مفتی صاحبؒ ایسے ہی خوش قسمت تھے کہ جن سے اَساتذہ خوش تھے اَور وہ اَساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے۔

۱۹۷۰ء میں میری خوش دامن صاحبہ دیوبند سے لاہور تشریف لائی ہوئی تھیں مفتی صاحب بھی جامعہ مدنیہ تشریف لائے جب اُنہیں اِن کی موجودگی کی اِطلاع ہوئی تو فوراً اِن کے لیے ہدیہ اِرسال فرمایا میں نے منع کیا تو فرمایا کہ آخر وہ میرے اُستاذ (حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی اہلیہ ہیں میرے لیے بہت قابلِ اِحترام ہیں۔

۱۹۶۷ء میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت مفتی صاحبؒ جامعہ میں حاضر خدمت ہوئے اَور دو دِن قیام فرمایا اُن کے ساتھ ۱۹۶۵ء کے محاذِ لاہور کے نشانات شالامار اَور مقبرہ جہانگیر وغیرہ (تاریخی) مقامات دیکھے۔

اِس تعلق کی بنا پر جب مفتی صاحبؒ وزیر اَعلیٰ ہوئے تو والد صاحب نے اُنہیں ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں مبارکباد کے ساتھ تقوے پر قائم رہنے کی تلقین تھی کہ حق تعالیٰ کی طرف سے رہبری ہوتی رہے گی کیونکہ ایک مقام تک پہنچ جانا آسان ہے اَور قائم رہنا مشکل ہے۔

اِتنا مضمون مجھے یاد ہے مضمون کی تقویت کے لیے جس آیت سے اِستدلال فرمایا گیا تھا وہ یہ تھی :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا. (الانفال : ۲۹)

''اے اہلِ ایمان! اگر تم تقوی اِختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان (حق و باطل کی سمجھ دے کر) فیصلہ کردے گا۔''

میں نے اُن کا یہ گرامی نامہ مفتی صاحب کو لاہور اِسٹیشن پر پہنچایا جب وہ وزیر اعلیٰ سرحد ہونے کے بعد ریل سے سفر کر رہے تھے اَور اِسٹیشنوں پر اِستقبال کیا جا رہا تھا۔

حضرت مفتی صاحب نے بتلایا کہ جس زمانہ میں والد صاحبؒ ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' لکھ رہے تھے تو ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ اُنہوں نے اِس کے مسودے کو صاف کر کے لکھا ہے۔

۱۹۴۱ء تک مفتی صاحب جامعہ قاسمیہ میں رہے ہیں اُن دِنوں میں قرآنِ پاک کی تعلیم سے فارغ ہوا تھا۔ فارسی قواعد کا مروجہ رسالہ جس کا نام ''رسالۂ نادر'' ہے (اَور وہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے والد صاحب کی تصنیف ہے جو دارُالعلوم دیوبند میں مدرس فارسی تھے) والد صاحب نے مجھے شروع کرایا پھر مفتی محمود صاحب سے فرمایا کہ وہ مجھے اِس رسالہ کا سبق دے دیا کریں مجموعی طور پر میں نے اِس کتاب کے اَنداز اً چھ سات سبق پڑھے تھے پھر یا تو سالانہ چھٹیاں ہوگئیں یا با قاعدہ فارسی کی کلاس میں داخلہ ہوگیا۔

ہمارا وطن تو دیوبند ہے اَور میں نے وہیں قرآنِ پاک کی تعلیم شروع کی تھی لیکن والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراد آباد میں مدرس تھے اِس لیے میں نے بھی جامعہ قاسمیہ ہی میں پڑھا ہے پھر آخری دو سال دارُالعلوم دیوبند میں پڑھ کر تکمیل کی ہے۔

غرض حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُس وقت کا تعارف حاصل ہے پھر پاکستان آنے کے بعد سے تاحیات تعلقات رہے اَور وہ میرے ساتھ اِسی طرح حسنِ سلوک فرماتے رہے جیسے کسی اُستاد زادے کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے بلکہ میری اَولاد کے ساتھ بھی اِسی طرح بہت ہی زیادہ شفقت ومحبت کا سلوک فرماتے رہے۔ (جاری ہے)

رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً

(جاری ہے)

قسط : ۲۴

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی ؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی ؒ

✿ ✿ ✿

تعلیمِ سلوک :

غالبًا ۷۲ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ؒ حضرت کے یہاں تشریف لائے اَور عرض کیا حضور اَب آپ تو تصوف اَور سلوک میں مشغول ہوگئے ہیں اَور ہمارے اَندر بڑھاپے کی وجہ سے اِتنی جان نہیں کہ مجاہدات وریاضات اَور چلہ کشی کریں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے سلوک کو نہایت آسان کردیا ہے اَور وہ تعلیم مقرر کردی ہے کہ ضعیف سے ضعیف اَور کمزور سے کمزور بھی اِس پر عمل کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ سلوک کے مجدد ہیں، طریق اَربعہ کی تعلیمات خصوصًا خاندانِ چشتیہ کی تعلیمات، سلوک کا نچوڑ اَور خلاصہ آپ نے طالبانِ مولیٰ کو تعلیم فرمایا اَور تھوڑے عرصہ میں سینکڑوں کو واصل باللہ کردیا۔ ہم ذیل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ سلوک کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

تسبیحاتِ ستہ :

سُبْحَانَ اللّٰہِ سوبار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سوبار لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ سوبار اَللّٰہُ اَکْبَرُ سوبار اِسْتِغْفَارُ سوبار دُرود شریف سوبار۔

یہ ذکر تو اَوّل دِن ہی بیعت کرنے کے بعد تعلیم فرمادیتے تھے اِس کے بعد اگر کوئی سلوک میں

کام کرنا چاہتا تو اُس کے حسبِ حال اَور وظائف تعلیم فرماتے۔ ذکرِ جہری (۱۲تسبیحات) پاس اِنفاس، اسمِ ذات، ذکر قلبی اَور مراقبہ۔ اِن اَذکار میں علاوہ ذکرِ قلبی اَور مراقبہ کی کوئی خاص ترتیب نہیں تھی، اَگر کوئی فارغ ہوا تو ذکر جہری، پاس اِنفاس، اِسمِ ذات ایک ساتھ تعلیم فرما دیتے اَور اِسمِ ذات کی تعداد بڑھا کر ایک لاکھ سوا لاکھ یومیہ تک پہنچا دیتے تھے۔

جب حالات آپ کے معیار کے مطابق ہو جاتے تو ذکر قلبی اَور پھر مراقبہ تعلیم فرما دیتے تھے اَور اِرشاد فرمایا کرتے تھے کہ مراقبہ پر تمام سلسلوں کی تعلیم ایک ہو جاتی ہے اَور یہی ذکر مقصود بالذات ہے اِس کے علاوہ شاذ و نادر ہی آپ نے حبسِ دَم اَور دُوسرے اَذکار کی تعلیم فرمائی ہے۔ عموماً ایسا ہوتا کہ اِن اَذکار پر مداومت کرنے اَور آپ کی توجہات کی برکت سے سالک منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا تھا مراقبہ میں آپ کا ایک خاص معیار تھا جس پر آپ سالک کو اِجازتِ بیعت عنایت فرما دیتے تھے۔

عورتوں کو آپ زیادہ اَذکار تعلیم نہیں فرماتے تھے بلکہ اُن کو نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، تسبیحاتِ ستہ اَور زیادہ سے زیادہ تین ہزار یا چھ ہزار اِسمِ ذات تعلیم فرماتے تھے۔ سلوک کی یہ وہ تعلیم ہے کہ جس پر عمل کر کے بفضلہٖ تعالیٰ ۱۶۶ خلفاء ہوئے جو ہندوستان اَور بیرونِ ہندوستان پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کافی عرصہ ہوا میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آج میرا آپ سے لڑنے کو جی چاہتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا، شوق سے لڑیے، میں نے عرض کیا کہ حضور! حضرت گنگوہیؒ اَور حضرت حاجی صاحبؒ نے جو خدمت آپ کے سپرد کی تھی اُس کا بھی کچھ خیال ہے یا آزادیٔ ہند میں حصہ لیتے رہیے گا۔ فرمایا کہ میں اُس خدمت سے غافل نہیں ہوں بلکہ سلہٹ رمضان المبارک کے مہینہ میں اِسی غرض سے قیام کرتا ہوں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں اِس کے بعد حضرتؒ جب بھی سلہٹ سے واپس تشریف لائے تو دو چار خطوط سالکین کے مجھے دِکھاتے اَور فرماتے دیکھیے اِن حضرات کی کیسی

حالت ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اِس کے بعد حضرت کا خطوط دِکھانے کا سلسلہ برابر رہا اَور مجھے ندامت ہوتی رہی کہ میں نے بِلا تحقیق کے کیوں چھیڑ دیا۔

بہرحال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کا اَکثر حصہ جدوجہدِ آزادی میں صرف ہوا ہے، ہاں ۱۹۴۷ء کے بعد سے آپ نے اِس طرف توجہ کی سو اَلحمدللہ اِس قلیل مدت میں ۱۶۶ خلفاء اَور مجاہد پیدا کردیے، اِتنی قلیل مدت میں خلفاء کی اِتنی بڑی تعداد پیدا کردینا آپ کے فضل وکمال کا بین ثبوت ہے اَور تاریخِ تصوف کا اہم کارنامہ ہے کہ جس کی مثالیں بہت ہی کم ہیں۔ (جاری ہے)

قسط : ۱۰

پردہ کے اَحکام

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

''پردہ'' اِنسان کی فطری ضرورت ہے، سلیم الفطرت عورت کی حیاء وشرم کا طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ اَپنوں کے سوا غیروں سے پردہ میں رہے بلکہ ایک حد تک اِنسان کا اپنے کو پردہ میں رکھنا اِنسانیت کا فطری تقاضا ہے۔

اِس مجموعہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کے جملہ اِفادات، ملفوظات، مواعظ، تصانیف فتاوی کو کھنگال کر پردہ سے متعلق جملہ ضروری مباحث کو عقل و نقل کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھنے سے اَندازہ ہو سکے گا کہ واقعتاً پردہ اِنسان کی فطرت و عقل کا تقاضا ہے۔ نیز پردہ کی مشکلات، ضرورت کے مواقع، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کی دُشواریاں اَور اُس کا حل وغیرہ وغیرہ ضروری مباحث کو تفصیل سے اِس مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز زینت اَور اُس کی اَحکام کی تفصیل، غیر عورتوں سے پردہ کی حد اَور اُن سے علاج کرانے سے متعلق ضروری ہدایات۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے اِستفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

چہرہ کا پردہ واجب ہونے کی شرعی دَلیل :

یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ . (سُورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

''اے پیغمبر اپنی بیبیوں اَور اپنی صاحبزادیوں سے اَور دُوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجیے کہ سر سے نیچی کر لیا کریں اپنے چہرے کے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔''

یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اَور چہرہ بھی چھپا لیا جائے جیسا کہ سورہ نور کے ختم کے قریب غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَۃٍ میں اِس کی تفسیر گزر چکی ہے۔(بیان القرآن ۹۔۶۵)

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کی تفسیر میں صاحبِ دُر منشور نے محمد ابن سیرینؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اِس کے معنٰی پوچھے تو اُنہوں نے چادر میں سر کے ساتھ چہرہ بھی چھپا لیا اَور آنکھ کھلی رہنے دی۔اَور اِس حکم کی جو علت وہاں مذکور ہے ذَالِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ الخ اِس کا حاصل بھی خوفِ فتنہ ہے گو فتنہ کے اَنواع مختلف ہوں۔(بیان القرآن ۸۔۳۳)

ایک شبہ اَور اُس کا جواب :

پردہ کی آیت کے متعلق کسی صاحب نے ذکر کیا کہ اِس (حکم) کی مخاطب تو اَزواجِ مطہرات ہیں۔فرمایا لوگوں (کی سمجھ) میں بڑی کجی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ اِیمان محفوظ رکھے۔اِس قدر فتنے ہیں حالانکہ یہ موٹی سی بات ہے کہ اگر اِس کو مان بھی لیا جائے تو سمجھنا چاہیے کہ وہاں تو فتنہ کا اِحتمال کم تھا جب وہاں اِنسداد کیا گیا (یعنی پردہ کا حکم کیا گیا) یہاں تو بدرجہ اَولیٰ اَور زیادہ ضروری ہے (کیونکہ یہاں تو واقعی فتنہ کا اِحتمال ہے) فرمایا تعجب نہیں کچھ زمانے کے بعد یہ کجی پیدا ہو کہ کلامِ مجید کے ہم مخاطب ہی نہیں کیونکہ (اُس وقت) ہم موجود ہی نہیں تھے۔(حسن العزیز نمبر۱ ص۱۶۳ ملفوظ ۲۶۱)

چہرہ کا پردہ واجب ہونے کی قطعی دلیل :

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ . (سُورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

''اے پیغمبر کہہ دیجیے اپنی بیبیوں اَور صاحبزادیوں سے اَور دُوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اُوپر تھوڑی سی چادریں (اِس آیت میں گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی تعلیم ہے کہ جو (نکلنا) کسی سفر وغیرہ کی ضرورت سے واقع ہو اُس وقت بھی بے حجاب مت ہو) بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔''

ظاہر ہے کہ اِس تصریح کے بعد اِس کہنے کی گنجائش کب ہے کہ چہرہ کا چھپانا فرض اَور واجب نہیں۔(اَلقول الصواب فی تحقیق مسئلہ الحجاب ص ۶۰)

چہرہ کا پردہ ضروری ہونے کی ایک اَور دَلیل :

اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَأْسِہٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَۃِ فِیْ وَجْھِھَا (یعنی مرد کا اِحرام اُس کے سر میں اَور عورت کا اِحرام اُس کے چہرہ میں ہے مطلب یہ ہے کہ) حج میں مردوں کو سر ڈھانکنا حرام ہے اَور عورتوں کو چہرہ پر کپڑا ڈالنا ناجائز ہے۔ اِس سے یہ اِستنباط نہیں ہوسکتا کہ پردہ عورتوں کو نہ کرنا چاہیے بلکہ اِس سے تو اَور پردہ کے تاکد (ضروری ہونے) پر اِستدلال ہوتا ہے کہ عورت کو ساری عمر چہرہ ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے صرف حج میں اِس کو منہ کھولنا چاہیے اگر یہ حج کی خصوصیت نہ ہوتی تو وَاِحْرَامُ الْمَرْأَۃِ فِیْ وَجْھِھَا کے معنی کچھ نہیں ہوں گے۔ اگر عورت کو ساری عمر چہرہ کھولنا جائز ہوتا تو اِس کے کیا معنی کہ عورت کا اِحرام چہرہ میں ہے۔ اِس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کے لیے چہرہ (پردہ) بہت قابلِ اِہتمام ہے۔

اِحرام میں حکم دیا گیا ہے کہ مرد سر کھلا رکھیں اَور عورتیں چہرہ کھلا رکھیں مگر اِس کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا چہرہ سے نہ لگے یہ نہیں کہ اَجنبی مردوں کو چہرہ دِکھلاتی پھریں۔ پس (اِحرام میں بھی) عورتیں اپنے چہرہ پر اِس طرح کپڑا لٹکائیں کہ چہرہ سے علیحدہ رہے۔(اَلحج المبرور۔ اَلتبلیغ ج ۳)

عورت کے لیے چہرہ کھولنے اَور مردوں کو دیکھنے کا شرعی حکم :

قرآنی آیات واَحادیث ورَوایاتِ فقہیہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے اَصلی حکم **احتجاب و استتار بجمیع اعضائھا وارکانھا** (یعنی پورے جسم اَور تمام اَعضاء کا پردہ اَور خود پردہ میں رہنا شرعًا) ثابت ہے۔ اَلبتہ جہاں ضرورت شدید ہو یا بسبب کبر سن (بڑھاپے کی وجہ سے) مطلقًا فتنہ کا اِحتمال اَور خواہش باقی نہیں وہاں چہرہ اَور ہتھیلی کا کھولنا جائز ہے۔ اَور یہی مطلب ہے اِن کے ستر نہ ہونے کا۔

اِس سے معلوم ہوگیا کہ مشتہات عورتوں کو اَجنبی کے سامنے آنا اَز رُوئے قرآن وحدیث وفقہ

ناجائز ہے۔ اَور ضرورت میں برقعہ اَوڑھ کر نکلے۔ (آیات واَحادیث ورَوایات فقہیہ اَصل کتاب میں موجود ہیں)۔ (اِمداد ُالفتاوی)

اَور چہرہ کھولنے یا نہ کھولنے کی سب تفصیل عورت کے فعل میں ہے۔ باقی جو مرد کا فعل ہے یعنی نظر کرنا اُس کا جدا حکم ہے یعنی چہرہ کھولنے کا جواز نظر کرنے کے جواز کو مستلزم نہیں۔ پس جس صورت میں عورت کو کسی عضو کا کھولنا جائز ہے اُس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرد کو اُس کا دیکھنا بھی جائز ہو بلکہ وہ محل محرم یا اِحتمالِ شہوت کی صورت میں غضِ بصر (نگاہ نیچی رکھنے) کا مامور رہے گا چنانچہ خود آیت میں اِس کی دَلیل موجود ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا. (اِمدادلفتاوی)۔ (جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ٦

مروجہ محفل میلاد

﴿ حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اللہ تعالیٰ نے جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) کو اِحقاقِ حق اَور اِبطالِ باطل کا خاص ملکہ عطاء فرمایا تھا۔ آپ نے وعظ و تلقین اَور اِرشاد و نصیحت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دین کی خدمت و حفاظت کا فریضہ سر اَنجام دیا اِس سلسلہ میں مشقتیں اَور صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ کے تصنیفی مواد میں سے ''مروجہ محفلِ میلاد'' اپنے موضوع پر منفرد اَور تحقیقی کتاب ہے اِس کتاب کی اِفادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

بریلوی حضرات کا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ایک عبارت سے اِستدلال اَور اُس کا جواب :

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کی عبارت کو بھی بریلوی حضرات مروجہ محفل میلاد ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ لیکن اِس کے آخر میں مروجہ محفل میلاد کی بدعتوں پر جو تنقید فرمائی ہے اُس کو بریلوی حضرات گول کر جاتے ہیں۔

حضرت شیخ ؒ کی پوری عبارت ملاحظہ ہو :

وَلَا یَزَالُ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَایِمَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِہٖ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ. وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمُبَرَّاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَ ۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ وَمَا جَرَّبَ مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلٌ بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَءً اِتَّخَذَ

لَیَالِیْ شَھْرُ مَوْلِدِہِ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا لِّیَکُوْنَ اَشَدَّ غَلْبَۃٍ عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَعِنَادٌ وَلَقَدْ اَطْنَبَ اِبْنُ الْحَاجِ فِی الْمَدْخَلِ فِی الْاِنْکَارِ عَلٰی مَنْ اَحْدَثَہُ النَّاسُ مِنَ الْبِدَعِ وَالْاَھْوَاءِ وَالْغِنَاءِ بِالْاٰلَاتِ الْمُحَرَّمَۃِ عِنْدَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ فَاللّٰہُ تَعَالٰی یُثِیْبُہٗ عَلٰی قَصْدِہِ الْجَمِیْلِ وَ یَسْلُکُ بِنَا سَبِیْلَ السُّنَّۃِ فَاِنَّہٗ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ .

(ما ثبت بالسنة فی ایام السنة ص ۱۰۳)

''اَور ہمیشہ ہی سے مسلمان حضور ﷺ کی وِلادت کے مہینہ میں محفلیں کیا کرتے ہیں اَور کھانے پکاتے ہیں اَور اِس ماہ کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں اَور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اَور نیکیوں میں اِضافہ کرتے ہیں اَور اُن لوگوں پر اِس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

اِس عمل کے مجرب خواص میں سے یہ ہے کہ وہ لوگ پورے سال اَمن میں رہتے ہیں اَور حاجت روائی اَور مقصود برآری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائیں جس نے حضور ﷺ کی وِلادت کے اَیام میں خوشی کی تاکہ جس شخص کے دِل میں رَوگ اَور عناد ہے وہ اِس میں اَور سخت ہو جائے۔

بیشک اِمام اِبن الحاج نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں بڑا شدید اِنکار کیا ہے اِن بدعتوں اَور نفسانی خواہشوں اَور حرام آلات کے ساتھ گانے بجانے پر جو لوگ محفلِ میلاد میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِمام اِبن الحاجؒ کو اُن کے نیک اِرادہ کا بدلہ دے اَور ہمیں سنت کے طریقہ پر چلائے، بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی اَور بہترین کارساز ہے۔''

چونکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت ۹۵۸ھ اَور وفات ۱۰۵۲ھ

کی ہے۔ اَور محفلِ میلاد کی اِبتداء ۶۰۴ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اَور اِس چار، ساڑھے چار سو برس کے عرصہ میں یہ چیز کافی پھیل چکی تھی، اِس لیے حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ماہِ ربیع الاوّل کو خوشی کا ایک مہینہ اَور صدقہ وخیرات اَور دُوسری نیکیوں میں اِضافہ کرنے کا مہینہ قرار دیتے ہوئے اِس سے زائد تمام باتوں کو بدعت اَور ناجائز ثابت کرنے کے لیے فرمایا :

''بیشک اِمام اِبن الحاج ؒ نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں اِن بدعتوں نفسانی خواہشوں اَور حرام آلات کے ساتھ گانے بجانے پر شدید اِنکار کیا ہے جو لوگ محفل میلاد میں کرتے ہیں۔'' (ما ثبت بالسنة ص ۱۰۴)

اَور اِس کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِمام اِبن الحاج ؒ کو دُعا دیتے ہوئے اَور اپنے لیے حضور ﷺ کی سنت کی اِتباع و پیروی کی دُعا مانگتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں :

''اللہ تعالیٰ اِمام اِبن الحاج کو اُن کے نیک اِرادہ (بدعتوں اَور ناجائز چیزوں کو ختم کرنے کا اِرادہ) کا بدلہ دے اَور ہمیں سنت کے طریقہ پر چلائے۔'' [۱]

یہ تمام عبارت آپ کے سامنے ہے۔ اِس کے کسی لفظ سے بھی مروجہ محفلِ میلاد کا ثبوت نہیں ملتا لیکن بریلوی حضرات پھر بھی محض دھوکہ دہی اَور مغالطہ آفرینی کے لیے اِن عبارتوں کو مروجہ محفلِ میلاد ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں حالانکہ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ سے تعلق و محبت کی بناء پر ماہِ ربیع الاوّل میں صدقہ و خیرات کرنا اَور نیکیوں میں اِضافہ کرنا اَور اِظہارِ خوشی وغیرہ باتوں میں اِختلاف نہیں ہے بلکہ اِختلاف اُس مروجہ محفلِ میلاد میں ہے جس کی حقیقت ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اَور اُس میں جو جو شرعی خرابیاں پائی جاتی ہیں اُن کو بھی قدرے تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ (جاری ہے)

---

[۱] ما ثبت بالسنة ص ۱۰۴

قسط : ٦

سیرت خلفائے راشدین ؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حالات بعدِ ہجرت :

ہجرت کے بعد اُن رُوح فرسا مصائب کا تو خاتمہ ہو چکا تھا جو مکہ میں ہر وقت اَور ہر آن پیش آتے رہتے لیکن مدینہ منورہ میں دُوسری قسم کی خدمات مسلمانوں کے سپرد کی گئیں اَور جاں بازی و جاں نثاری کے اِمتحانات دُوسرے طریقے سے لیے جانے لگے۔ مسلمانوں کو جہاد کی اِجازت دی گئی اَور ایک سلسلہ غزوات کا قائم ہوگیا۔

رسولِ خدا ﷺ کو اُنیس (۱۹) غزوات پیش آئے جن میں سب سے پہلا غزوۂ بدر اَور سب سے آخری غزوۂ تبوک تھا۔ اِن تمام غزوات میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہے اَور بڑی پسندیدہ خدمتیں اَنجام دیں جن میں سے چند بطورِ مثال کے درجِ ذیل ہیں :

غزوۂ بدر :

جو ۱۷ر رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا ، یہ اِسلام کی پہلی فتح ہے، اِس غزوے میں رسولِ خدا ﷺ کے لیے عریش یعنی چادریں تان کر سائباں سا بنا دیا گیا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اِسی عریش میں آپ کے ساتھ رہے اَور آپ کی حفاظت کا حق خوب اَدا کیا، رات کو تلوار ہاتھ میں لے کر عریش کے چاروں طرف کی نگہبانی کرتے رہے جس صبح کو لڑائی شروع ہونے والی تھی اُس کی اَخیر شب میں رسولِ خدا ﷺ نے نہایت بے قراری کے ساتھ دُعا مانگنا شروع کی کہ خداوندا ! اپنا وعدہ پورا کر، اَگر یہ تیرے فرمانبردار بندے اِس جگہ شکست پا جائیں گے تو پھر رُوئے زمین پر تیری عبادت کبھی

نہ ہوگی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے حبیب کی یہ بے قراری نہ دیکھی گئی اَور بالآخر عریش کے اَندر آکر آپ ﷺ کی رِدائے مبارک کا گوشہ ہاتھ میں لے کر کہنے لگے کَفَیْتُکَ مُنَاشَدُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ یعنی یارسول اللہ ﷺ بس اِتنی دُعا آپ کی کافی ہے، اُن کے کہنے سے آپ ﷺ نے سر اُٹھایا تو جبرائیل اَمین علیہ السلام وحی لیے ہوئے کھڑے تھے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرُ یعنی اِن کافروں کو عنقریب ہزیمت دی جائے گی اَور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :

''حضرت صدیق اَکبر رضی اللہ عنہ کی فراستِ اِیمانی تو دیکھو۔ جبرائیل وحی لے کر چلے اَور اُن کے قلبِ مبارک پر اِنعکاس ہوگیا اَور وہ کہہ اُٹھے کہ ''بس اِتنی دُعا کافی ہے'' اَور اُن کا کہنا ٹھیک اُترا۔ اِس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (جو اُس وقت تک مشرف بہ اِسلام نہ ہوئے تھے اِس لڑائی میں کافروں کے ساتھ آئے تھے) میدانِ جنگ میں بڑھے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اپنے لختِ جگر [1] کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے لیے گئے مگر وہ زد سے بچ کر نکل گئے۔ [2]

بدر کی لڑائی میں جب کفار قید ہوکر آئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کے قتل کی رائے سے اِختلاف کیا اَور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی رائے دی۔ آنحضرت ﷺ نے اِن ہی کی رائے پر عمل کیا اَور اِن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ اگرچہ نتیجہ میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اِس معاملہ میں غالب رہی۔

---

[1] اِس کے بالمقابل ایک دُوسرا واقعہ اِسی غزوہ کا یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے مقابل میں آگئے، اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ کی تصدیق اِن کے ہر ہر عمل سے ہوتی ہے۔ [2] اِستیعاب اِبن عبدالبر۔

غزوۂ اُحد :

جو دوشنبہ ۷ رشوال ۳ ھ کو ہوا۔ اِس غزوہ میں جبکہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اَور کافروں کی فوج مسلمانوں کے لشکر کے بیچ میں آ گئی جس کی وجہ سے رسولِ خدا ﷺ کے اَور مسلمانوں کے دَرمیان جدائی ہوگئی اَور اِسی کے ساتھ یہ قیامت خیز خبر کفار نے مشہور کردی کہ آنحضرت ﷺ شہید ہوگئے جو مسلمان جہاں تھا وہیں گھر کر رہ گیا، اُس وقت سوائے حضرت طلحہؓ اَور حضرت سعدؓ کے کوئی آپ ﷺ کے پاس نہ تھا مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اَور صحابہ کرام آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اُن پہنچنے والوں میں سب سے پہلا نمبر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔

جب آنحضرت ﷺ لڑائی ختم ہونے کے بعد پہاڑ پر چڑھے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اُس وقت بھی جانثاری کے لیے ساتھ رہے۔

جب دوبارہ کفارہ کی آمد کی خبر سن کر آپ ﷺ نے پھر تیار ہوجانے کا حکم دیا تو باجودیکہ صحابہ کرامؓ بہت زخمی اَور بہت خستہ حال تھے مگر حکم پاتے ہی ستر آدمی فوراً تیار ہوگئے جن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ مستعدی خدا کو اِس قدر پسند آئی کہ قرآنِ مجید میں اِس کا ذکر فرمایا کہ :

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ. (اٰل عمران)

''وہ لوگ جنہوں نے اللہ اَور رسول (ﷺ) کی پکار کو قبول کیا بعد اِس کے کہ اُن کو زخم پہنچ چکے تھے۔''

غزوۂ خندق و خیبر :

غزوۂ خندق میں خندق کے ایک جانب کی حفاظت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی اَور اِس طرف سے کوئی کافر عبور نہیں کرنے پاتا تھا۔

غزوۂ خیبر میں ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سردارِ لشکر بنا کر بعض قلعوں کی فتح کے لیے بھیجے گئے اگرچہ اُس روز فتح نہیں ہوئی لیکن اُس روز کی لڑائی نے یہودیوں کا غرور ایک حد تک توڑ دیا بالآخر حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح پائی۔ (جاری ہے)

قسط : ۳

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

صکوک کے اِجراء کا منشور

اَشرف محمد دَوابہ اپنی کتاب **الصکوک الاسلامیہ** میں لکھتے ہیں :

یہ منشور اُن تمام وضاحتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو شرعًا مطلوب ہوں مثلاً

(۱) عقد کی شرائط کیا ہیں اَور وہ وضاحتیں جو صکوک کے اِجراء میں شریک لوگوں کے بارے میں ضروری ہوں مثلاً شرکاء کی صفات کہ وکیل اِصدار، مدیر اِصدار، اَمین اِستثمار اَور تغطیہ (under-writing) کا وعدہ دینے والا کون ہوگا اَور اُن کی تعیناتی اَور معزولی کی شرائط کیا ہوں گی۔

نوٹ : جب کوئی شخص یا کمپنی صکوک جاری کرے اَور کوئی بینک یا مالیاتی اِدارہ اِس بات کی ضمانت دے کہ جو صکوک بکنے سے رہ جائیں گے وہ اُن کو خرید لے گا، بینک وغیرہ کی اِس ضمانت کو تغطیہ (under-writing) کہتے ہیں۔

(۲) اِس عقد (under-lying contract) کی تحدید و تعیین ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء ہو رہا ہے مثلاً اُجرت پر دی ہوئی جائیداد کی فروخت، اِجارہ، مرابحہ، اِستصناع، سلم، مضاربہ، مشارکہ، وکالت، مزارعت، مغارست، یا مساقات۔

(۳) اِس عقد کے اَرکان و شرائط کا پورا بیان ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء ہو۔ اِس میں کوئی ایسی بات شامل نہ ہو جو عقد کے تقاضوں اَور اُس کے اَحکام کے مخالف ہو۔

(۴) عقد کے شرعی اَحکام کی اَور مبادیٔ شریعت کی پاسداری کی وضاحت ہو اَور ایک ایسی مجلس شرعی قائم کرنے کی صراحت ہو جو اِس بات کو نظر میں رکھے کہ صکوک کی پوری مدت میں متعلقہ شرعی اَحکام کی پوری پاسداری کی جارہی ہو۔

(۵) اِس بات کی تصریح ہو کہ صکوک کے ذریعہ حاصل شدہ سرمایہ سے اَور جن موجودات و اَثاثوں میں وہ سرمایہ منتقل ہوگا اُن سے شرعی طریقے سے نفع حاصل کیا جائے گا۔

(۶) حاملِ صکوک نفع میں شریک ہوگا۔ اَور نقصان ہونے کی صورت میں اپنے صکوک کی

مالیت کی نسبت سے نقصان کو برداشت کرے گا۔

(۷) اِس ضمانت کا کچھ ذکر نہ ہو کہ صکوک جاری کرنے والے کی تعدی یا کوتاہی نہ ہونے کے باوجود وہ حاملینِ صکوک سے صکوک کو قیمتِ اِسمیہ (Face-value) پر واپس خریدے گا۔

نوٹ : قیمتِ اِسمیہ اُس قیمت کو کہتے ہیں جو صکوک جاری کرتے وقت طے کی گئی تھی۔

تداولِ صکوک (صکوک کی خرید وفروخت)

ڈاکٹر اَشرف محمد دَوابہ اپنی کتاب **الصکوک الاسلامیہ** میں تداولِ صکوک کی تعریف کو معاییر شرعیہ سے نقل کرتے ہیں :

التصرف فی الحق الشائع الذی یمثله الصک بالبیع او الرهن او الهبة او غیر ذالک من التصرفات الشرعیة

''وہ غیر متعین حق جس کی نمائندگی صک کرتا ہے اُس میں شرعی تصرف مثلاً بیع، رہن، ہبہ وغیرہ کرنے کو تداولِ صکوک کہتے ہیں۔''

اِسلامی صکوک اَولاً مشارکہ کا حصہ ہوتے ہیں قرض نہیں ہوتے کیونکہ صکوک کے ذریعہ لوگ نفع کی غرض سے اپنا سرمایہ لگاتے ہیں۔ یہ حصہ نقدی سے شروع ہوتا ہے اَور اَعیان (اَشیاء) یا منافع میں تبدیل ہوتا ہے یا اُدھار بیوع کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دیون میں تبدیل ہوتا ہے اَور کسی بھی طریقے سے قرض نہیں بنتا۔

اِسلامی صکوک کے تداول کے شرعی ضابطے :

حاملینِ صکوک کو صکوک میں بیع اَور ہبہ وغیرہ وہ تمام تصرفات کرنے کا حق ہے جو شرعًا مالک کو اپنے مال میں حاصل ہوتا ہے۔ اَور شریعتِ اِسلامیہ غیر متعین (مشاع) حصے میں اِسی طرح تصرف کرنے کی اِجازت دیتی ہے جیسا کہ کل (ملکیتی مال) میں تصرف کرنے کی اِجازت دیتی ہے۔ اَلبتہ اِسلامی صکوک کی خرید وفروخت موجودات کی حقیقت کے مطابق چند اَحکام کی پابند ہوتی ہے۔ یہ

موجودات کبھی نقدی، دیون، اَعیان (اَشیاء) اَور منافع کا آمیزہ ہوتے ہیں اَور کبھی اُن میں سے تنہا کسی ایک کی صورت میں ہوتے ہیں۔ غرض جس نوعیت کے موجودات ہوں گے اُن کے موافق ہی تصرف کے اَحکام بھی ہوں گے۔

موجودات کس وقت نقدی ہوتے ہیں :

موجودات عام طور سے مندرجہ ذیل صورتوں میں نقود (نقدی) ہوتے ہیں :

(I) صکوک کی فروختگی کی مدت میں یعنی صکوک کے اِجراء کے وقت سے فروخت مکمل ہونے تک۔

(II) کام میں سرمایہ لگانے کے وقت لیکن اَبھی کام شروع نہ ہوا ہو۔

(III) مالی منصوبے کی مدت ختم ہونے سے پہلے یعنی منصوبے کے تصفیہ اَور حساب کی بے باقی کی تاریخ سے پہلے۔

(1) جب اَکثر موجودات نقدی ہوں :

مذکورہ بالا تین حالات میں موجودات نقدی کی صورت میں ہوتے ہیں خواہ فروختگی کے دَوران کی مدت ہو یا اِس کے بعد کی ہو۔ اِن حالات میں صکوک کا تداول صرف اُس وقت جائز ہے جب وہ نقدی کی نقدی کے عوض بیع کے جو مخصوص شرعی اَحکام ہیں اُن کے موافق ہو کیونکہ منصوبے میں شریک کے لیے اِس مرحلہ میں کسی بھی نفع کے مطالبے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا اگر حاملینِ صکوک اِن میں سے کسی حالت میں صکوک کو فروخت کرنا چاہیں تو وہ اِن کو صرف اُن کی قیمت اِسمیہ (Face-value) پر فروخت کر سکتے ہیں کمی بیشی کے ساتھ نہیں بیچ سکتے۔ اَور اِس معاملہ کو بیع کا فسخ یا بیع کا اِقالہ سمجھا جائے گا نئی بیع نہ سمجھی جائے گی۔

(2) جب اَکثر موجودات دیون ہوں :

موجودات اُس وقت دیون بنتے ہیں جب منصوبے والا حاصل شدہ سرمائے کو اُدھار بیع میں لگائے خواہ وہ مساومہ (یعنی عام) بیع ہو یا اُدھار مرابحہ ہو یا بیع سلم ہو۔ غرض منصوبے والا حاصل شدہ

سرمائے سے اَشیاء اَور زمین خریدتا ہے پھر اُن کو اُدھار فروخت کرتا ہے تو اِس طرح وہ اپنے موجودات کو دیون میں بدل لیتا ہے جو اِس کے خریداروں کے ذمہ میں آتے ہیں۔ بیع سلم میں رأس المال پہلے اَدا کرنے سے منصوبے والا اپنے موجودات یعنی نقدی کو دیون میں بدل لیتا ہے کیونکہ مسلم فیہ پر رب السلم کے قبضہ کرنے سے پہلے وہ بائع کے ذمہ دین ہوتا ہے۔

اِس حالت میں صکوک دیون کی نمائندگی کرتے ہیں اَور جمہور کے نزدیک اِن صکوک کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جو یہ ہیں :

(i) مشتری مدیون (مقروض) کو ثمن (قیمت) پہلے ہی اَدا کردے تاکہ یہ بیع الکالی بالکالی (اُدھار کی اُدھار کے عوض بیع) نہ بنے جس کی حدیث میں ممانعت ہے۔

(ii) مسلم اِلیہ یعنی جس کے ذمہ مال کی فراہمی دین ہے وہ اُدھار کرنے والے مشتری (یعنی رب السلم) کے شہر اَور علاقہ کا ہو، تاکہ اُدھار کرنے والے مشتری کو مدیون بائع کی مالی حالت کا علم ہو کہ وہ غنی ہے یا فقیر ہے۔

(iii) مدیون دین کا اِقرار کرتا ہو۔ اَگر اِنکار کرتا ہو تو اُس سے دین کا تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(iv) دین کو غیر جنس کے عوض فروخت کرے۔ اَور اگر ہم جنس میں فروخت کرے تو جائز نہیں ہے۔

(v) نہ دین نقدی ہو نہ ثمن نقدی ہو اَگرچہ نقود مختلف نوعیّتوں کے ہوں کیونکہ اُن کی بیع کی صحت کے لیے تقابض شرط ہے (یعنی اَگر دونوں طرف سونا یا چاندی ہو یا ایک طرف سونا اَور دُوسری طرف چاندی ہو تو مجلسِ عقد میں اِن پر دونوں طرف سے قبضہ شرط ہے۔ اَور اَگر دونوں طرف سے کرنسی ہو تو مجلسِ عقد میں کم اَز کم ایک طرف سے قبضہ ہونا شرط ہے)۔

(vi) دین اُس چیز کا ہو جس کی بیع قبضے سے پہلے جائز نہ ہو۔ اِس طرح طعام (غلہ) سے اِحتراز ہوا کیونکہ طعام پر قبضہ سے پہلے بیع جائز نہیں ہے۔

(vii) مدیون اَور خریدار کے دَرمیان عداوت نہ ہو۔ اِسی طرح مشتری کا مدیون کو مشقت

میں ڈالنے کا یا نقصان پہنچانے کا قصد نہ ہو۔

جب یہ تمام شرائط موجود ہوں تو دین کی بیع جائز ہے اَور اَگر اِن میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو بیع جائز نہ ہوگی۔

(3) جب موجودات اعیان و منافع ہوں :

عمل میں سرمایہ لگانے کے بعد موجودات اعیان و منافع کی صورت اِختیار کر لیتے ہیں مثلاً منصوبہ ساز مشینیں اَور آلات خرید لے تا کہ اُن کو اُجرت پر دے یا زمین خرید کر اُس کی اِصلاح کرے یا اُس پر عمارت تعمیر کرے اَور پھر اُس کو اُجرت پر دے۔

موجودات تنہا اَعیان (اَشیاء) ہوں یا تنہا منافع ہوں یا اَعیان و منافع کا مجموعہ ہوں صکوک مالی اَشیاء میں حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں اَور اِسی وجہ سے کسی بھی شرط یا قید کے بغیر اُن کا تداول جائز ہے۔

(4) جب موجودات میں نقود، دیون، اعیان اَور منافع مِلے جُلے ہوں :

اِس حالت میں صکوک اُن ملی جلی چیزوں کے غیر متعین (مشاع) حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اِن صکوک کا معاملہ کمپنیوں کے حصص جیسا ہے کہ طرفین کی رضامندی سے اُس قیمت کے عوض میں جس پر دونوں راضی ہوں بیع و شراء کے ساتھ تداول جائز ہے خواہ وہ قیمت صکوک کی قیمت اِسمیہ کے مساوی ہو یا اُس سے کم و بیش ہو۔

لیکن بعض فقہا کے نزدیک یہ معاملہ اُس وقت جائز ہے جب نقود (نقدی) و دَیون سے اَعیان و منافع نسبتاً زیادہ ہوں کیونکہ شریعتِ اِسلامیہ غالب پر کل والا حکم لگاتی ہے۔ مجمع فقہ اِسلامی نے اِس صورت کو اِختیار کیا ہے۔

بعض دیگر حضرات نے موجودات کے محض مخلوط ہونے کو کافی سمجھا اَور اُنہوں نے اعیان و منافع کے غلبہ کی شرط نہیں کی بلکہ تبعیت کو اِختیار کیا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس شے کی علیحدہ مستقل بیع جائز نہیں اُس کی بیع اُس وقت جائز ہے جب وہ کسی اَور قابلِ فروخت شے کے تابع ہو۔ فتاوی مجموعۃ البرکۃ

میں اِس کو اِختیار کیا ہے۔ مجموعہ دلّہ کے شرعی مشیر کی بھی یہی رائے ہے، وہ لکھتے ہیں :

''ضروری ہے کہ عمل میں اَعیان و منافع کا معاملہ نقود و دیون کی جانب ہو یعنی اِن کا تبادلہ نقدی سے ہو، اعیان و منافع کا غالب ہونا شرط نہیں ہے اَگر چہ اَولیٰ ہے۔ لہٰذا بس اِتنی بات کافی ہے کہ اعیان و منافع موجود ہیں۔ اِس کی دلیل یہ حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من باع عبدا ولہ مال فمالہ للبائع الا ان یشترطہ المبتاع** (جس نے غلام بیچا اَور غلام کے پاس کچھ مال ہو تو وہ مال بائع کا ہے اِلا یہ کہ مشتری غلام کے ساتھ اُس مال کی بھی شرط کر لے)۔

جب مشتری نے غلام کے پاس موجود مال کے مبیع میں شامل ہونے کی شرط کی تو طے شدہ قیمت غلام اَور اُس کے پاس موجود مال دونوں کے عوض میں ہوئی حالانکہ یہ ممکن ہے کہ غلام کے پاس جو مال ہے وہ طے شدہ قیمت سے کہیں زیادہ ہو، اِس جواز کی یہی توجیہ ہو سکتی ہے کہ نقدی غلام کے تابع ہے مضاربت اَور مشارکہ میں بھی نقود اعیان و منافع کے تابع ہوتے ہیں جو کہ مشارکہ کی حقیقت کے اِعتبار سے اَصل ہوتے ہیں کیونکہ مشترکہ نفع حاصل کرنے میں یہ تجارتی سامان ہوتے ہیں۔''

AAOIFI کے معاییر شرعیہ نے تداولِ صکوک کے لیے مندرجہ ذیل ضوابط مقرر کیے :

(1) صکوک کی فروختگی اَور تخصیص (یعنی اُن کی الاٹمنٹ) کے بعد اَور کاروباری عمل شروع ہونے کے بعد اُن کا تداول جائز ہے جب موجودات اعیان ہوں یا منافع ہوں یا خدمات ہوں۔ عمل شروع کرنے سے پہلے تداول صرف اُس وقت جائز ہوگا جب اُس میں عقد صَرف کے ضوابط شرعیہ کا لحاظ کیا گیا ہو جیسا کہ تصفیہ مکمل ہونے کے بعد جب موجودات دیون کی شکل میں ہوں یا صکوک جس شے کی نمائندگی کر رہے ہوں اُس کی اُدھار بیع مکمل ہو چکی ہو تو صکوک کے تداول میں دیون کے اَحکام کی پابندی لازمی ہے۔

(2) صکوک کا تداول جس متعارف اَور مروجہ طریقے سے کریں جائز ہے جبکہ وہ شرع کے مخالف نہ ہو مثلاً بالمشافہ ہو یا اَلیکٹرونک واسطوں سے ہو۔

(3) موجودات جو کرائے پر دیے ہوئے ہوں یا جن کو کرایہ پر دینے کا وعدہ ہو اُن کے صکوک کا تداول فروختگی کے وقت سے لے کر اِنتہائے مدت تک جائز ہے۔

(4) اعیان کے منافع کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُن اعیان کو دوبارہ اِجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ اعیان دوبارہ اجارہ پر دیے جائیں تو اُس وقت صکوک اُجرت کی نمائندگی کرتے ہیں اَور یہ اُجرت دُوسرے مستاجر پر دین ہوتی ہے۔ اُس وقت صکوک کا تداول اُن اَحکام کا پابند ہوگا جو دیون میں تصرف اَور ضوابط سے متعلق ہیں۔

(5) ذمہ میں موصوف اَعیان (اَشیاء) کے منافع کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُن اعیان کی تعیین سے پہلے جائز نہیں جن کی منفعت کو وصول کرنا ہے مگر جبکہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ اَلبتہ جب اِن اعیان کی تعیین ہو جائے تو اُس وقت ان صکوک کا تداول جائز ہے۔

(6) وہ خدمات جن کو کسی متعین جہت و جانب سے وصول کیا جائے گا اِن کی ملکیت کے صکوک کا تداول ان خدمات کے اِجارے کے اعادے سے پہلے جائز ہے۔ جب اِجارے کا اعادہ ہو جائے تو اُس وقت صکوک اُجرت کی نمائندگی کرتے ہیں جو نئے مستاجر کے ذمہ دین ہوتی ہے لہٰذا دیون میں تصرف کے اَحکام وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔

(7) وہ خدمات جن کو ایسی جہت و جانب سے جو موصوف فی الذمہ ہو اُن کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُس جہت کی تعیین سے پہلے جائز نہیں جس سے خدمت وصول کی جائے گی اِلا یہ کہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ اَلبتہ جب وہ جہت متعین ہو جائے تو تداول جائز ہے۔

(8) ....

(9) متعین اعیان کے منافع کے دُوسرے خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ اِن کو آگے فروخت کر دے اَور اِن کے صکوک بنا دے۔

(10) صکوک اِستصناع جب مدتِ اِستصناع میں اعیانِ مملوکہ میں تبدیل ہو جائیں یعنی صکوک کی رقم آرڈر کے مال میں تبدیل ہو جائے اُس وقت اِن صکوک کے حاملین کے لیے اِن کا تداول جائز ہے کیونکہ اُس وقت یہ صکوک اِن موجودات کی نمائندگی کر رہے ہیں جن میں تصرف کرنا جائز ہے۔ جب صکوک کی رقم کو موازی اِستصناع کی قیمت کے طور پر دے دیا ہو یا آرڈر دینے والے کو بنایا ہوا سامان سپرد کر دیا گیا ہو تو اُس وقت صکوک کے تداول میں دیون میں تصرفات کے اَحکام وضوابط کی پابندی لازمی ہوگی کیونکہ اُس وقت صکوک آرڈر دینے والے کے ذمہ ثمن کی نمائندگی کرتے ہیں اَور وہ دین ہے۔

(11) صکوک سلم کا تداول جائز نہیں ہے۔ صک دین سلم کے ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اِس لیے اِس کے تداول میں دیون کے اَحکام کی پابندی لازمی ہے۔

(12) مرابحہ کا سامان خریدار کو دیے جانے کے بعد صکوکِ مرابحہ چونکہ مشتری کے ذمہ دین کی نمائندگی کرتے ہیں اِس لیے اِن کے تداول میں دیون کے ضابطوں کی پابندی لازمی ہوگی۔ سامان خریدنے کے بعد لیکن مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے صکوک کا تداول جائز ہے کیونکہ اُس وقت صکوک ایسے موجودات کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا تداول جائز ہے۔

(13) صکوکِ مضاربت، صکوکِ مشارکت اَور سرمایہ کاری کے صکوک وکالت کی فروختگی اَور تخصیص اَور منافع واعیان میں کاروباری عمل شروع ہونے کے بعد اِن صکوک کا تداول جائز ہے۔

مجمع فقہ اِسلامی نے خاص صکوکِ مضاربت کے تداول کے بارے میں لکھا کہ :

صکوکِ مضاربت کی فروخت کی مدت ختم ہونے کے بعد ہی اِن کا تداول جائز ہے جبکہ مندرجہ ذیل ضابطوں کو پورا کیا گیا ہو :

(i) صکوکِ مضاربت کی فروخت سے مال مضاربت جمع ہوگا اَور کاروبار میں لگانے سے پہلے وہ نقدی کی صورت میں ہوگا۔ اِس حالت میں صکوک کے تداول کی حقیقت نقدی کے نقدی کے عوض میں تبادلہ کی ہوگی لہٰذا اِس تداول میں بیع صَرف کے اَحکام کی پابندی کرنا ہوگی۔

(ii) جب مالِ مضاربت دین بن جائے تو اُس وقت صکوکِ مضاربت کے تداول میں دیون کے معاملات کے اَحکام جاری ہوں گے۔

(iii) جب مال مضاربت نقود، دیون، اعیان اَور منافع کے مِلے جُلے موجودات میں تبدیل ہو جائے تو صکوک مضاربت کا تداول باہمی رضامندی سے طے شدہ نرخ پر اِس شرط سے جائز ہوگا کہ اَعیان ومنافع غالب ہوں۔

(14) مزارعت اَور مساقات کے صکوک کی فروخت کے بند ہونے کے اِور اُن کی الاٹمنٹ ہو جانے کے بعد کے اَور عمل شروع ہونے کے بعد اِن کا تداول جائز ہے جبکہ حاملینِ صکوک زمین کے مالک ہوں۔ اَور اگر وہ عمل والے (مزارع) ہوں تو صکوک کا تداول صرف اُس وقت جائز ہوگا جب کھیتی یا پھل قابلِ اِنتفاع ہو جائے۔

(15) مغارسہ یعنی شجر کاری کے صکوک کی فروخت بند ہونے کے، اُن کی تخصیص (الاٹمنٹ) ہونے کے اَور عمل شروع ہونے کے بعد اِن صکوک کا تداول جائز ہے، حاملینِ صکوک خواہ زمین کے مالک ہوں یا عامل ہوں۔ (جاری ہے)

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لِنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

منقبت خالُ المؤمنین سیّدنا اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ

﴿ جناب پروفیسر میاں محمد اَفضل صاحب، ساہیوال ﴾

رجب کا آرہا ہے پھر مہینہ | کرو شفاف دِل کا آبگینہ
صحابہ پاک ، اہلِ بیتؓ اِک ہیں | یہی تو بات آقا ﷺ نے کہی نا!
محبت اُن کی دِل میں تم بٹھا لو | یہی ہے مومنوں کا اِک قرینہ
معاویہؓ جو خالُ المومنین ۱ ہیں | صحابہ کی لڑی کا ہیں نگینہ
دُعائیں کیں نبیؐ نے اُن کے حق میں | بنا ہادی ۲ ہدایت پر ہو جینا
وصیت کی شہِ طیبہؐ نے اُن کو | حکومت گر خدا دے نازنینا
خدا سے ڈرتے رہنا ، عدل کرنا ۳ | خدا دے گا ترے دِل کو سکینہ
وہ تھے قرآن کے کاتب بلا ریب | چڑھے سفرہ ۴ کرامًا کا وہ زینہ
کہا شیخینؓ ۵ سے آقاؐ سے اِک دِن | بُلا لو ! معاویہؓ قویًا اَمینا ۶
ہے اُس کا مشورہ دَرکار ہم کو | خدا نے دی ہے اُس کو چشمِ بینا
یہی مصداق ہیں اَوّل جیش ۷ | چلایا بحر میں جس نے سفینہ
بناؤ غیر کو نہ اُس کا مصداق | وہی تھے معرفت کا اِک خزینہ
ولی عہدی یزیدی کو بہانہ | بنا کر آپ سے رکھو نہ کینہ
وہ تھا اِک مجتہد، کی اُس نے کوشش | نہ ہو غرقاب ملت کا سفینہ

---

۱ مسلمانوں کے ماموں کیونکہ آپ اُم المؤمنین اُم حبیبہؓ کے بھائی ہیں۔ ۲ ترمذی ج ۲ ص ۲۴۷۔
۳ اَلاصابہ ج ۳ ص ۳۱۴ ۴ معزز لکھنے والے (سورۂ عبس) ۵ اَبوبکر وعمر رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔
۶ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۵۶ ۷ بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۰

یزیدی فسق ہے آگاہ نہ تھے
وگرنہ جانشیں ہوتا کمینہ

خطائے مجتہد پر اک جزا ہے
یہی فرما گئے شاہِ مدینہ ﷺ

وہ عنداللہ ہوئے ماجور سن لو!
زباں روکو ! اَگر کوثر ہے پینا

علیؓ و معاویہؓ دونوں ہیں بھائی
علیؓ لیکن مناقب کا دَفینہ

سبائیوں [8] نے لڑایا اُن کو باہم
کدورت سے تھا خالی اُن کا سینہ

رجب میں کونڈے کرنا تقیہ بازی
نہیں جعفرؒ [9] کا اِس میں مرنا جینا

مناتے ہیں خوشی بر مرگِ ماموںؓ [10]
بھرا ہے جن کے دِل میں بغض و کینہ

بچو اَفضلؔ! خرافاتِ [11] دَنی سے
بنے گی قبر جنت کا دفینہ

ماہنامہ اَنوارمدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر
اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

[8] اِبن سبا منافق کے پیروکار۔ [9] اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش رمضان المبارک میں اَور وفات شوال المکرّم میں ہوئی۔ [10] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲ رجب المرجب کو ہوئی۔
[11] کمینی اَور فضول باتیں۔

قسط : ۲، آخری

بنیاد پرستی کا مصداق ! مغرب کی نظر میں

﴿ حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مدظلہم، ناظمِ تعلیمات دارُالعلوم دیوبند، اِنڈیا ﴾

۲۳ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۱۸ رجنوری ۲۰۱۲ء کو دارُالعلوم دیوبند کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی دامت برکاتہم صاحبزادۂ شیخ العرب والعجم حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی قدس سرہٗ جامعہ علوم اِسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لائے اَور بعد اَز نمازِ مغرب آپ نے طلباء و فضلاء کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمایا۔ وعظ و نصیحت سے بھر پور یہ خطاب اِفادۂ عام کے لیے ہدیۂ قارئین ہے۔

حصولِ علم کے لیے ضروری چیز :

میرے بھائی ! آپ اِس طاقت کو محسوس کریں اَور مدرسوں کے اَندر آپ اپنی زندگی کو بنانے کے لیے وہ ثقل لائیں جس کے سامنے دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اپنے سر کو جھکا دے، اِس کے لانے کا طریقہ کیا ہے ؟ اِس کے لانے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ آپ اپنی زندگی کو اِس علم کے حاصل کرنے میں وقف کردیں، علم اِس طرح حاصل نہیں ہوتا جس طرح آج کل کے زمانہ میں ہے کہ اِدھر گئے کتاب اُٹھائی اَور آکر اُستاد کے سامنے بیٹھ گئے، وہ لوگ جن کو اللہ نے دماغ دیا ہوا تھا اَور وہ علم میں ڈوبے ہوئے تھے، اُن لوگوں کا تجربہ ہے کہ ایک عالم کو عالم بننے کے لیے اَور طالبِ علم کے علم کی ضمانت کے لیے تین چیزوں کا ہونا شرط ہے :

(۱) (طالب علم) سبق میں آنے سے پہلے مطالعہ کرتا ہو، چاہے کچھ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

(۲) جو سمجھا ہے اُس کی اِصلاح کے لیے اُستاد کے سبق میں غور و فکر کے ساتھ بیٹھتا ہو،

(وہ) غور کرے کہ جو میں نے سمجھا وہ صحیح تھا یا نہیں ؟ اگر صحیح تھا تو خدا کا شکر اَدا کرے، غلط تھا تو اِصلاح کرے۔

(۳) اُستاد کے سبق میں اِصلاح کر لینے کے بعد بیٹھ کر اُس کو دُہرالے۔

یہ اَصحابِ فن اَساتذہ کا قول تھا اَور وہ اِسی طرح طالب ِعلم کی تربیت کیا کرتے تھے اَور وہ لوگ نکلے باہر، جہاں دُنیا میں جا کر بیٹھ گئے کامیاب مدرس بن گئے۔ یہ اِنتہائی ضروری چیز ہے۔ اگر آپ نے اپنی تمام دلچسپیوں کو سمیٹ کر علم کے حصول کے لیے اِن تین چیزوں میں لگا دیں تو آپ وہ مردِ میدان ہو سکتے ہیں کہ دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کے پنجے میں پنجہ ڈال سکتے ہیں اَور ایسے ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے دُنیا میں کام کیا جن اَسلاف کا نام لیا جاتا ہے وہ ایسے نہ تھے کہ طالب ِعلمی کے زمانہ میں اُن کے مشاغل ہوا کرتے تھے۔

طالب ِعلمی کے زمانہ میں حصولِ علم کے علاوہ دیگر مشغولیات سے بچنا :

طالب ِعلمی کے زمانہ میں علم کے حصول کے علاوہ کسی اَور مشغلے سے دَلچسپی دَرحقیقت اپنی زندگی کو خراب کرنا ہے۔ ہمارے اَکابر حضرت (مولانا رشید اَحمد) گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اَور پھر وہ سلسلہ حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچا، اُن کی شخصیت ایسی شخصیت ہے کہ دُنیا کے اَندر ایسی مثالیں علماءِ اُمت کے اَندر کم ملیں گی، کسی ایک شخص کے شاگردوں میں اِتنے بڑے بڑے اَصحابِ فن، اہلِ علم جو مختلف علوم وفنون کے ماہر اَور اِمامت کا دَرجہ رکھنے والے اَور سب کے سب ایک بنیاد پر جا کر مل رہے ہیں ، بہت کم لوگ اُمت کے اَندر ایسے ملیں گے جنہوں نے اِتنے بڑے بڑے علماء وائمہ کو پیدا کر ڈالا۔ اِسی سے اَندازہ ہوتا ہے کہ خود اُس شخص کے اَندر کتنی علمی طاقت اَور اُس کے علم میں کتنی وسعت تھی، جو بھی صاحب ِصلاحیت شاگرد آ کر بیٹھ گیا وہ پتھر تھا اَور ہیرا بن گیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ''مجدّدِ ملت'' کہا جاتا ہے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ایک لطیفہ یاد آیا، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تھانہ بھون تشریف لے گئے،

حضرت تھانویؒ کا بڑا اَنا پَٹلا معاملہ ہوا کرتا تھا لیکن حضرتؒ نے اپنے اُستاد کے لیے اپنے دسترخوان کو سجا ڈالا ، جو کرسکتے تھے کرلیا ، حضرتؒ نے پوچھا کہ مولوی اَشرف علی ! اِس تکلف کی کیا علّت ہے ؟ حضرت تھانویؒ اِنتہائی ذہین آدمی تھے، فوراً فرمایا: حضرت ! اِس کی علت آپ کی تشریف آوری کی قلت ہے۔ یہ کمالات جو حضرت تھانویؒ میں پیدا ہوئے ، یہ کہاں سے آئے تھے ؟

حضرت مولانا اَنور شاہ صاحب کشمیری رحمة اللہ علیہ حافظِ حدیث، اللہ نے اِنہیں علم کا سمندر عطا کیا تھا۔ اِن ہی میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ، بڑے بڑے مفتی اِن کے پیروں کو چُھوا کرتے تھے، دارُالعلوم کے مفتی ، بڑے ماہر آدمی تھے، فتوی کے اَندر شامی کا مطالعہ تین مرتبہ کیا تھا اَور کسی بھی مسئلے کو تلاش کرنا ہوتا تھا تو بس ایک دفعہ کتاب کھولتے تھے اَور پانچ سات صفحے اِدھر یا پانچ سات صفحے اُدھر، اِتنی مستحضر تھی۔ حضرت مفتی اعظمؒ کے اِنتقال کا وقت قریب تھا، حضرت رحمة اللہ علیہ تشریف لے گئے اَور مفتی مہدی حسن صاحب بھی ساتھ ساتھ، حضرت مفتی صاحب سیّد تھے اَور حضرت مفتی اعظم رحمة اللہ علیہ قوم کے نائی تھے، حجام تھے، لیکن علم ایسی چیز ہے کہ حضرت مفتی صاحب لیٹے ہوئے تھے جہاں سے نظر پڑی وہیں سے دَوڑے جھکتے ہوئے مفتی مہدی حسن آئے اَور جا کر اُن کے قدموں میں گر گئے، اِتنا بڑا علم تھا اَور کہاں سے پیدا ہوا ؟ حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ سے ! مجھ سے حضرت رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب کا کمال یہ تھا کہ بڑے بڑے مضامین بہت ہی مختصر اَور جامع اَنداز میں بیان کرنے کا سلیقہ رکھتے تھے، فرمایا کہ مجھے اَور مفتی کفایت اللہ صاحب کو حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ نے پڑھایا اَور پرچۂ اِمتحان بھی بنایا، میں نے چھ صفحے لکھے اَور حضرت مفتی صاحب نے بارہ سطریں لکھی تھیں جواب میں اَور حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ نے دونوں کو برابر نمبر عنایت فرمائے تھے۔ کیسے بڑے بڑے لوگ تھے اَور کتنا علم تھا اُن کے اَندر۔ یہاں پاکستان (لاہور) میں حضرت مولانا اَحمد علی صاحبؒ مفسرِ قرآن حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ کے شاگرد تھے، مولانا شبیر اَحمد عثمانیؒ ، حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد تھے، بڑے بڑے لوگ جس میدان کے اَندر دیکھیے ، حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد نظر آئیں گے۔

میرے بھائی ! یہ وہ اَفراد ہیں جنہوں نے کام کیا، میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو سلسلہ حضرت گنگوہیؒ سے چلا تھا وہ اِتنا مضبوط تھا کہ یہ حضرات، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تک کسی طالبِ علم کو کبھی بیعت نہیں کرتے تھے، فرماتے تھے کہ جب تک پڑھ رہے ہو، اپنی ساری توجہ پڑھنے کے اَندر لگاؤ، یہاں تک کہ فرائض و وَاجبات وسنن کے علاوہ ذکر میں اِشتغال بھی اگر پیدا ہوگا تو حصولِ علم کے اَندر حارج ہوگا۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ کبھی کسی طالب علم کو بیعت کی اِجازت نہیں دیتے، موجودہ زمانہ کے اَندر جو آج کشمکش ہے وہ خیالات، وہ نظریات، وہ دلچسپیاں جو حصولِ علم کے بعد ہونی چاہئیں تھیں، میں دیکھتا ہوں کہ مدرسوں کے اَندر گھس آئی ہیں اَور میں یہ مدرسوں کے لیے بھی زہر سمجھتا ہوں، طالبِ علم کے لیے بھی زہر سمجھتا ہوں، آپ کا یہ کام نہیں کہ دُنیا کے اَندر کیا ہو رہا ہے ؟

طلبِ علم کے زمانہ میں غیر علمی سرگرمی اپنے آپ کو خراب کرنا ہے :

آپ کسی تحریک کے اَندر چل پڑے، اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے میدان کو چھوڑ دیا آپ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے، آپ پڑھ لیں حصولِ علم کرلیں اَور فارغ ہونے کے بعد آپ جس میدان میں چاہیں گھس جائیں، باطل کے مقابلہ کے اَندر گھس جائیں، آپ تبلیغ کے اَندر چلے جائیں، آپ سیاست کے اَندر گھس جائیں، آپ تعلیم کے میدان میں مدرسہ کے اَندر بیٹھ جائیں، فارغ ہونے کے بعد جہاں جس وقت اِسلام کو آپ کی ضرورت ہو، سمجھ لینے کے بعد آپ وہاں چلے جائیں اَور اِسلام کے ایک خادم کی حیثیت سے اپنے سر سے کفن باندھ کر کام کریں، بہت اچھی بات ہے !

زمانۂ طالبِ علمی کے دَوران آپ اپنی مشغولیت کسی دُوسری چیز کی طرف لگائیں، اِس کا مطلب ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو بیکار کردیا، آپ کے پاس علم ہوگا، جو چاہے آپ کرلیں ! علم آپ کو اِس بات کی اِجازت نہیں دیتا، میں جو بات آپ سے کہہ رہا ہوں آپ اِسے لکھ لیں، میرا تجربہ ہے چالیس پچاس سال کا، میں آپ سے کہتا ہوں کہ زمانۂ طالبِ علمی میں آپ کی زندگی کے اَندر کسی بھی تحریک کا گھسنا چاہے وہ تحریک آپ کو کتنی ہی پاکیزہ لگتی ہو، آپ اپنے آپ کو اَلگ رکھیں، اَبھی اِس کا وقت نہیں ہے، مدرسہ کے اَندر۔

مدرسہ کو خارجی اَثرات سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، شرور وفتن سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، اگر آپ اپنی زندگی کو عالمانہ زندگی بنانا چاہتے ہیں، اگر آپ فارغ ہونے کے بعد اِسلام اَور مسلمانوں کی مختلف ضرورتوں کے اَندر اپنی شخصیت کو مرکزی شخصیت بنانا چاہتے ہیں تو طالب ِعلمانہ زندگی آپ کی پاکیزہ ہونی چاہیے، پڑھنے کے بعد جو جی چاہے آپ کیجیے۔ اَور اگر آپ نے اِن حالات کے اَندر جن سے دُنیا گزر رہی ہے، ایسا نہ کیا اَور مدرسے آپ کی وجہ سے خارجی اَثر کا مرکز بن گئے تو مدرسے اُکھڑ جائیں گے، آپ محفوظ نہیں رہ سکتے۔ موجودہ زمانہ کے اَندر میں دیکھ رہا ہوں کہ طرح طرح کی وہ چیزیں جو مدرسے سے باہر کی تھیں، وہ اَندر گُھس آئی ہیں اَور وہ اَندر گُھسی ہیں تو اُس کے نتائج دُنیا کے اَندر دیکھ رہے ہیں۔ مدارس کے بارے میں اِیک وبا ہے جو ساری دُنیا میں پھیلی ہے کہ مدرسے کیا ہیں ؟ مدرسے کیا ہیں ؟ مدرسے کیا ہیں ؟ ایک آفت ساری دُنیا میں آئی ہوئی ہے، دُنیا کے بعض ملک ایسے بھی ہیں جہاں مدرسوں کو بند کر دیا گیا ہے، ایسے بھی ہیں جہاں وہ طاقتیں جو یہ دیکھ رہی ہیں کہ ہمارا ہی راج ہونا چاہیے تھا ساری دُنیا میں، وہ یہ دیکھ رہی ہیں کہ یہ تحریکیں مدرسوں کے اَندر گُھس رہی ہیں، بہت اَچھا موقع ہے مدرسوں کو اُجاڑنے کا۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے ! آمین۔

میرے بھائی ! آپ کو اِس کی کوشش کرنی چاہیے اَور جس کے اَندر صلاحیت ہے اُس کو علمی میدان کے اَندر آگے بڑھنا چاہیے۔

نصابِ تعلیم کا مقصد :

میں آپ سے ایک بات کرتا ہوں اَور آپ میں سے بہت سے لوگوں کو اِس کے اَندر غلط فہمی ہوگی، آپ جس نصاب تعلیم کو پڑھتے ہیں، اِس نصابِ تعلیم کو یہ سمجھنا کہ آپ اِسے پڑھ کر ''عالمِ دین'' بن گئے، یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ دُنیا کا کوئی نصابِ تعلیم ایسا نہیں ہے جو اُس فن کی اِنتہا ہو، نہیں ہوتا یہ، بہترین سے بہترین نصابِ تعلیم کی خصوصیت یہ ہے تین شرائط کے ساتھ، کامیاب سے کامیاب ترین نصابِ تعلیم وہ ہے کہ اگر وہ شرائط میسر ہو جائیں تو اُس نصابِ تعلیم کو پڑھنے کے بعد آپ میں یہ

لیاقت پیدا ہو جائے کہ اُس فن سے متعلق بے پڑھی کتابوں کا مطالعہ کر کے آپ اُس کو حل کر سکیں ورنہ یہ سمجھنا کہ دو سال آپ نے حدیث کی کتابیں پڑھیں، مشکوۃ اَور مشکوۃ کے بعد جو ہمارے نصابِ تعلیم میں کتابیں ہیں، اُن کو پڑھ کر آپ نے سارا علمِ حدیث حاصل کر لیا، نادانی کی بات ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ترجمہ قرآنِ شریف کا پڑھ کر کے، ایک جلالین پڑھ کر کے کوئی شخص یہ سمجھنے لگے کہ میں نے سارے قرآن کے علم کو حاصل کر لیا، کیا کہا جائے گا سوائے اِس کے کہ بُزِ اَخفش ہے، ایسا نہیں ہے، صرف اِتنا ہے کہ کامیاب سے کامیاب تر نصابِ تعلیم اُسے کہا جائے کہ دو تین شرائط کے ساتھ اُس نصابِ تعلیم کو پڑھنے کے بعد ہمارے طالب علم میں یہ لیاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اِن فنون کی بے پڑھی کتابوں کو قوتِ مطالعہ سے حل کر سکتا ہے، وہ شرائط یہ ہیں :

(۱) طالبِ علم ذہین ہو، محنتی ہو۔

(۲) اُس کا اُستاد با کمال ہو، علم کو منتقل کرنے کی اُس میں صلاحیت ہو، باکمال کا یہ مفہوم ہے، خود جانتا ہے اَور جو علم اللہ نے اُس کو سینے اَور دماغ میں دیا ہے وہ اپنے علم کو منتقل بھی کر دے طالب علم کو، یہ بہت بڑی چیز ہے۔

(۳) اَور تیسری چیز یہ ہے کہ وہ اُستاد اپنا علم طالبِ عِلم کو دینا چاہتا ہو، محنت کرے اَور محنت لے طالب علم سے۔

اگر یہ تین شرائط ہیں اَور نصابِ تعلیم کامل اَور مکمل ہو تو وہ طالبِ عِلم میں یہ لیاقت پیدا کر دے گا کہ اَب وہ مطالعہ کر کے بے پڑھی کتابوں کو حل کر سکتا ہے۔ میں اِسی لیے اپنے طلباءِ عزیز سے کہتا بھی رہتا ہوں کہ جن طلباء کو اللہ نے صلاحیت دی ہے اَور اُنہوں نے محنت سے پڑھا ہے، اَساتذہ اَصحابِ فنون تھے، اُنہوں نے چاہا کہ اپنے علم کو منتقل کر دیں، محنت کی ہے اَور محنت لی ہے، اُن طلباء کو اپنی تعلیمی سرگرمیاں آگے بڑھانا چاہئیں، مطالعہ کرنا چاہیے، کتابوں کو پڑھنا چاہیے تاکہ وہ مستقبل میں ایک بہترین مدرس بن کر مدارس کو آباد کر سکیں، اُن کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ وہ طلباء جن کے اَندر یہ

لیاقت نہیں ہے وہ خداداد صلاحیت اُن کے اَندر نہیں ہے، قوتِ حافظہ نہیں ہے، وہ محنت نہیں کر سکے، آپ نے اِسلام کی مبادیات کو سیکھ لیا، حلال و حرام کو جان لیا ہے، آپ ہر میدان کے اَندر جہاں اِسلام کو آپ کی ضرورت ہے، آپ وہاں بڑھ جائیے، کوئی حرج نہیں ہے۔

مدرسے کو ہر قسم کی تحریک سے پاک رکھیں :

لیکن اِن دنوں کے اَندر میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنی مدرسے کی زندگی کو ہر تحریک سے پاک رکھیں، جہاں آپ جب بھی کسی تحریک کے اَندر گھسیں گے اَور آپ اپنے خیالات کے اَندر اُن خارجی اَثرات کو لائیں گے اَور اپنی زندگی کو اُسی رنگ میں رنگنا چاہیں تو یاد رکھیے ! کہ طالب ِعلمانہ رنگ نکل جائے تو آپ اچھے معلّم یا متعلّم نہیں بن سکیں گے، یہ تجربہ ہے۔ اَور میں آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ آپ کو اپنی زندگی اِس طرح کی پاکیزہ زندگی (گزارنا چاہیے کہ آپ کو معلوم نہ ہو کہ) کہ کیا ہو رہا ہے باہر ؟ کچھ نہیں ! جب ہم پڑھ لیں گے پھر اپنے لیے راستے کو متعین کریں گے۔ طالب ِعلمانہ زندگی میں آپ میں یہ لیاقت نہیں ہے کہ آپ اچھے اَور برے کو پرکھ بھی سکیں، آپ کے لیے کون سی چیز کامیاب کرنے والی ہے، کون سی چیز ناکام بنانے والی ہے، آپ میں اَبھی یہ لیاقت و صلاحیت بھی نہیں ہے، جب آپ پڑھ کر نکل جائیں گے تب اُس کے بعد آپ کسوٹی کے اُوپر پرکھیے، اُس کے اَنجام کو دیکھیے، مختلف چیزوں کے اَندر موازنہ کیجیے، اپنے بڑوں سے مشورہ کیجیے اَور مشورہ کر لینے کے بعد اپنے لیے ایک راستہ کو متعین کر لیجیے، آپ اِس میں کامیاب ہوں گے۔ طالب ِعلمانہ زندگی میں (یہ سب کچھ) نہیں ہوسکتا، اگر ہوسکتا ہے تو صرف یہی کہ آپ طالب ِعلم ہیں، اپنے آپ کو طلب ِعلم کے اَندر بالکل مستغرق بنا دیجیے، تب آپ کامیاب ہوں گے، ورنہ نہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ بینات مارچ ۲۰۱۲ء کراچی)

قسط : ۲

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کی زندگی ایک نظر میں

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو، جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اِسلام سندھ ﴾

حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو نے یہ مقالہ ڈسٹرکٹ کونسل ہال سکھر میں بتاریخ ۲۶ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۲۱ رجنوری ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ جمعیت علماء اِسلام ضلع سکھر کی طرف سے منعقد ہونے والے شیخ الہند سیمنار میں پیش کیا۔

آپ کی علمی ورُوحانی خدمات تو بہت ہیں اِس کے علاوہ آپ کی سیاسی خدمات بھی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں، اَنگریزوں کے خلاف ۱۹۵۷ء میں شروع کی گئی تحریکِ آزادی کے مشن کو آپ نے کافی بڑھایا آپ نے تحریک کا مرکز کابل کو بنایا آپ کی تحریک ریشمی رُومال کے نام سے مشہور ہے آپ بھی کئی دُوسرے مسلم اَکابرین کی طرح عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظّم کر کے اَنگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے لیکن اَپنوں کی سازشوں اَور ریشہ دَوانیوں کی وجہ سے اَنگرزیوں کے خلاف یہ تحریک بظاہر تو کامیاب نہ ہوسکی لیکن اِس نے ہندو پاک کے مسلمانوں میں بیداری کی نئی رُوح پھونک دی۔

اِس سلسلہ میں آپ نے ۱۳۳۳ھ میں حجازِ مقدس کا سفر کیا ۱۳۳۴ھ تک وہاں رہے، ۱۳۳۵ھ کے آغاز میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا پہنچا دیا گیا، ۱۳۳۸ھ کو وہاں سے رہا ہوئے اَور ہندوستان پہنچے، اُن دِنوں ہندوستان میں تحریکِ خلافت کا زور تھا آپ نے بڑھاپے، نقاہت اَور بیماری کے باوجود تحریک میں بھرپور حصہ لیا، مالٹا کی اَسیری کی دَوران آپ زیادہ بیمار ہوگئے تھے، وطن واپسی پر بھی بیماری میں اَفاقہ نہ ہوا، لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے جہد وجہد کا راستہ نہیں چھوڑا، آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ ۱۸۵۷ء کے جنگِ آزادی میں علماءِ حق کی جس اِنقلابی جماعت نے قائدانہ کردار اَدا کیا تھا،

اُس کے اَمیرِ لشکر تھے سیّد الطائفہ حضرت حاجی اِمداداللہ مہاجر مکیؒ اَور اُن کے میمنہ اَور میسرہ تھے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اَور حضرت مولانا رشید اَحمد گنگوہیؒ جنہوں نے شاملی، مظفر نگر اَور تھانہ بھون کے تاریخی محاذوں پر اپنے ہزاروں تلامذہ اَور مریدوں کو لے کر اَنگریزوں کی فوج کو زبردست ہزیمت پہنچائی تھی اِن خونی معرکوں میں اِس مقدس جماعت کے بہت سے مجاہدین نے جامِ شہادت نوش فرمایا اَور اَنگریزوں کے مکمل غلبہ کے بعد اِن میں سے بہت بڑی تعداد کو پھانسی کے پھندے یا حبسِ دوام میں سزائیں دی گئیں۔

قائدِ جماعت حضرت حاجی صاحبؒ چھپتے چھپاتے حجازِ مقدس کو ہجرت کر گئے، حضرت نانوتویؒ رُوپوش ہو کر مدرسوں کے جال پھیلانے میں لگ گئے اَنگریزوں کی سی آئی ڈی شب وروز اُن کو تلاش کرتی رہی حضرت گنگوہیؒ چھ ماہ کی قید و بند کے بعد رہا ہو کر بظاہر اپنی خانقاہ میں گوشہ نشیں ہو گئے مگر حقیقت میں وہ اِنتہائی خفیہ طور پر آزادیٔ وطن کے لیے اپنے متوسلین کو تربیت دینے میں لگ گئے۔

علماء کرام اَور بزرگانِ دین کی یہ تحریک بظاہر ناکام رہی مگر اِن کی مخلصانہ قربانیوں کے مسلم معاشرے پر زبردست اَثرات مرتب ہوئے، اِن شہداء اَور مجاہدین کے علمی، فکری اَور رُوحانی خانوادے کے لاکھوں اَفراد سینے میں وطن کی آزادی اَور اپنے بزرگوں کے اِنتقام کے لیے جو بے پناہ جذبات اَور وَلولے پل رہے تھے وہ کوئی معمولی سی چنگاری سی شکل میں نہیں تھے بلکہ وہ زبردست آتش فشاں تھے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ حضرت نانوتویؒ اَور حضرت گنگوہیؒ کے ایسے منظورِ نظر شاگرد تھے جن کی شخصیت میں اُن بزرگوں کو اپنے خوابوں کی تعبیر نظر آرہی تھی، اِس لیے اُنہوں نے اِن کی تعلیم و تربیت کچھ اِس شان سے اَنجام دی کہ اپنے دِل و دماغ کی ساری کیفیات اَور پاکیزہ جذبات کو اِن کے سینے میں پیوست کر دیا، اُدھر حجازِ مقدس سے اِن کے رُوحانی مربی و مرشد اَور اپنے عہد کے مستجاب الدعوات بزرگ حضرت حاجی اِمداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ بھی اپنی دُعاؤں کے ساتھ اُن

کو اپنی قربانیوں کا مشن یاد دلاتے رہے۔

اِس طرح شیخ الہند ؒ کے لاشعور میں یہ بات رچ بس گئی تھی کہ اِخلاص وللّٰہیت اَور اِیثار و قربانی کے یہ ہمالیائی پیکر جن سے بہتر لوگ شاید اِس وقت رُوئے زمین پر کہیں نہیں ہوں گے اُنہوں نے اپنے وطن کی آزادی کے لیے اِس شان کی قربانیاں دیں ہیں کہ اپنی زندگی کی ساری متاعِ عزیز کو وطن کی نذر کر کے خود جلا وطنی یا رُوپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں، ایسے بے لوث اَور بے پناہ اُستادوں اَور مربیوں کی تعلیم و تربیت اَور فیضِ صحبت نے حضرت شیخ الہند ؒ کو لیلائے آزادی ایسا دیوانہ بنا دیا تھا کہ اُنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ بنا دیا تھا کہ ہر حال میں وطن فرنگی سے آزاد کروانا ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُن کی زندگی کے حالات اَور واقعات کا مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اَگر خالق حیات و ممات اُن کو سو بار زندگی دیتا تو وہ ہر بار اِس کو آزادی وطن کی نذر کر دیتے اَور پھر بھی اُن کے دِل میں یہ حسرت باقی رہ جاتی کہ ؎

جان دی ، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق اَدا نہ ہوا

(جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳

عربی زبان کی خصوصیات و اِمتیازات

﴿ محترم جناب مظہر عباسی صاحب ﴾

(۳) نئے کلمات کی گنجائش :

اِنسان علم ودَانش اَور خاص کر سائنس اَور سیاسیات میں پیہم ترقی کر رہا ہے، روز بروز نئے تجربات اَور نئی نئی اِیجادات و اِختراعات ہو رہی ہیں، اِس لیے زبان میں نئے اَور جدید کلمات کی ضرورت پیدا ہوتی رہتی ہے، جو زبان نئی تحقیقات کے دَوش بدوش نئے کلمات پیش نہیں کر سکتی وہ رفتہ رفتہ متروک اَور مردہ ہو جاتی ہے، عالمی زبان کے لیے ضروری ہے کہ اُس میں نئے کلمات وضع کرنے کی گنجائش اَور صلاحیت ہو۔

عہدِ حاضر کا ایک ماہر لسانیات بوڈمر (BODMER) لسانیات پر اپنی تصنیف THE LOOM OF LANGUAGE میں موجودہ عالمی اَور خاص کر مصنوعی (ARTIFICIAL) زبانوں پر بھرپور تنقید بلکہ تنقیص کے بعد عالمی زبان کے لیے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :

> ''عالمی زبان کا ذخیرہ اَلفاظ ایک ہزار کلمات سے کسی صورت میں بھی زیادہ نہیں ہونا چاہیے اَور مختلف علوم کے لیے اَلگ اَلگ فرہنگیں تیار کی جائیں تاکہ جو شخص کسی خاص علم سے دلچسپی رکھتا ہو وہ اُن فرہنگوں کا مطالعہ کر کے ذخیرہ اَلفاظ کی کمی کو پورا کر لیا کرے۔ (کتاب مذکور صفحہ ۵۱۰)

براعظم یورپ کے مختلف مُلکوں میں رائج زبانوں کے پیشِ نظر ''بوڈمر'' کی یہ تجویز معقول ہے کہ عام بول چال کے لیے عالمی زبان کا ذخیرہ اَلفاظ ایک ہزار کلمات تک محدود ہونا چاہیے اَور علم کی مختلف شاخوں میں تحقیق کرنے والوں کے لیے اَلگ اِصطلاحات وضع کی جائیں، لیکن مخصوص لوگوں

کے لیے اَلگ اَلگ فرہنگوں کا تیار کرنا ضروری ہے، عربی میں نئے کلمات وضع کرنے کا ایسا نظام موجود ہے کہ قواعد کی مدد سے روز بروز بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق نئے کلمات وضع کیے جا سکتے ہیں اَور لطف یہ کہ یہ نئے کلمات زبان کے بنیادی ذخیرہ اَلفاظ میں اِضافہ کا باعث بھی نہیں ہوں گے، اِس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو آپ عربی میں ذخیرہ اَلفاظ بجائے ایک ہزار کے دَس ہزار تک بڑھا سکتے ہیں، اِس لیے کہ عربی میں دس یا اِس سے بھی زیادہ لفظوں کے یاد کرنے کی محنت دُوسری زبانوں کے ایک لفظ کے یاد کرنے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

دُوسرے یہ کہ عربی میں ہر نیا کلمہ معلوم مادّوں سے معلوم قاعدوں کے مطابق وضع کیا جائے گا جس کا مفہوم اُس کے وضع کیے جانے سے پہلے ہی واضح اَور معلوم ہوگا۔

عربی کی اِبتدائی تعریف کے قاعدے جاننے والے مبتدی بھی ایسے ایسے کلمات وضع کر لیتے ہیں جو نہ تو مستعمل ہیں اَور نہ ہی اِن کی ضرورت ہے، چہ جائیکہ نئے کلمات کی ضرورت ہو اَور وہ وضع نہ کیے جا سکیں۔

(۴) قابلِ قبول صوتی نظام :

عالمی زبان کے لیے ضروری ہے کہ اُس کے کلمات کا تلفظ آسان اَور دُنیا بھر کی اَقوام کے لیے قابلِ قبول ہو، یہ خوبی عربی میں دُوسری زبانوں کی نسبت بدرجۂ اَتم موجود ہے، ''ث، س اَور ص'' کا فرق نیز ''ذ، ز، ض اَور ظ کا اِمتیاز اَور اِسی طرح ق اَور ک'' کا فرق بظاہر عربی زبان کے تلفظ کی خامی نظر آتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کی مختلف اَقوام اَور مختلف آب وہوا میں پرورش پانے والے مسلمان بچے قرآنِ کریم کی تلاوت درست تلفظ کے ساتھ کرتے ہیں اَور ہر مُلک کے قاری بین الاقوامی قراءت کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں اَور ہر ایک کا تلفظ مثالی ہوتا ہے، تو اِس سے اِس اَمر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ عربی کا تلفظ دُنیا بھر کی اَقوام میں رائج ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، یہ درست ہے کہ ایک چالیس سالہ بوڑھے اَنگریز کو ہم ص اَور س کا فرق نہیں بتا سکتے لیکن کیا اَنگریزی کے حروف D,G,T

اَور R کا تلفظ ایک چالیس سالہ عرب نژاد شخص کے لیے ناممکن نہیں ؟ اَنگریزی کے L,R اَور S کا تلفظ ہم پاکستانیوں کے لیے بھی مشکل ہے جو محکمہ تعلیم کا اَسی فیصد بجٹ اِس زبان کی دَرس وتدریس پر صرف کرتے ہیں اَور آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اَصل لفظ ''سکول'' ہے یا ''اسکول' 'اِسی طرح ''سٹیشن'' کہنا چاہیے یا ''اِسٹیشن'' اَنگریزی کے R اَور L کے تلفظ کی مشابہت کا یہ عالم ہے جاپانی میں London (لنڈن) کو Rondon (رنڈن) لکھا جاتا ہے۔

اَنگریزی کے تلفظ کے بارے میں خود اَنگریزوں کا اپنا تأثر یہ ہے کہ اُس کا صوتی نظام قابل قبول نہیں، اِنگلینڈ، اِسکاٹ لینڈ، آئر لینڈ اَور ریاست ہائے متحدہ کے لوگوں کے تلفظ میں فرق اَنگریزی کے ناقص صوتی نظام کی زندہ مثال ہے، آیئے اُن زبانوں کا جائزہ لیں جنہیں اہلِ یورپ نے تلفظ کے نقائص سے پاک قرار دیا ہے۔

اِسپرانتو جو یورپ کے ماہرینِ لسانیات کا آخری شاہکار ہے، اس میں C، H، J، R اَور U کا تلفظ بہت سی یورپی اَقوام کے لیے نا قابلِ قبول ہے، اَنگریزی بولنے والی اَقوام اِن حروف کے علاوہ T اَور D پر بھی معترض ہیں کہ ہمارے لیے یہ حروف جن آوازوں کے لیے مخصوص ہیں، اِن کا اَدا کرنا مشکل ہے۔

عربی میں ۲۹ حروف ہجا ہیں، اَور ہر حرف ایک مخصوص آواز کے لیے ہے، اِس کے برعکس اَنگریزی میں ۳۱ حروف ہجا ہیں جن سے ۵۵ آوازیں پیدا کی جاتی ہیں، اَب اَگر اَنگریزوں کو عربی کی ۲۹ آوازیں قبول نہیں تو عربوں کو اَنگریزوں کی ۵۵ آوازیں کیونکر قبول ہوسکتی ہیں، چینی زبان میں دو ہزار کلمات کی اَدائیگی کے لیے چارسونو (۴۰۹) آوازیں پیدا کی جاتی ہیں جن میں سے بہت سی آوازیں خود چین کے مختلف علاقوں کے لوگوں کے لیے مشکل ہیں، غرض دُنیا بھر کی زبانوں کے تلفظ کے مقابل میں عربی کا تلفظ آسان ترین ہے۔

یہ ایک اُصولی بات ہے کہ جس زبان میں اِبتدائی اَور مفرد آوازیں کم سے کم ہوں گی، اُس کا تلفظ آسان ہوگا، نیز آسان تلفظ اَور قابلِ قبول صوتی نظام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں ایک آواز

کے لیے ایک حرف اَور ایک حرف ایک ہی آواز کے لیے مخصوص ہو، اَنگریزی میں C ک، س، چ اَور ش کی مختلف آوازیں دیتا ہے، گویا ایک حرف ایک آواز کے لیے مخصوص نہیں، اِسی طرح ایک ش کی آواز کے لیے C، S، SS، SH اَور TIO کے حروف اِستعمال ہوتے ہیں، گویا ایک آواز کے لیے ایک حرف مخصوص نہ رہا، اِسپرانتو میں C، ت اَور س دونوں کی مرکب آواز دیتا ہے جبکہ K اَور T اِن دونوں آوازوں کے لیے اَلگ اَلگ موجود ہیں، اِسی طرح اِسپرانتو میں چ کے لیے C اَور CH دونوں مستعمل ہیں۔

عربی میں صوتی نظام کی یہ خصوصیت پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ قابلِ قبول صوتی نظام کی ایک اَور خصوصیت یہ ہے کہ اِس کے کلمات میں نہ تو کوئی حرف زائد ہو جس کی آواز نہ ہو اَور نہ ہی کوئی ایسی آواز ہو جس کے لیے حرف نہ ہو، دُنیا کی بیشتر زبانیں اِس خصوصیت سے محروم ہیں۔

اَنگریزی میں Daughter (ڈاٹر) میں G.U اَور H کی آواز نہیں، یہ تینوں حروف تلفظ کے اِعتبار سے زائد ہیں اَور Examination (اِیگزامینیشن) میں X کی آواز Z کی ہے اَور CUT میں U، A کی جگہ اِستعمال کیا گیا ہے اَور Cough (کف) میں F (ف) سرے سے موجود ہی نہیں اَور اِس کی آواز پائی جاتی ہے۔

عربی میں کوئی ایسا حرف نہیں جس کی آواز نہ ہو اَور نہ ہی کوئی ایسا حرف ہے جو کسی دُوسرے حرف کی آواز دیتا ہو۔ رہا علم تجوید کی رُو سے "من ماء" کی جگہ مماء پڑھنا یا حروفِ شمسی سے پہلے کلمہ تعریف کے "ل" کا آواز نہ دینا وغیرہ یہ قواعد کے مطابق ہے لیکن اَنگریزی زبان میں CUT میں A کی جگہ U کا آنا یا U کی جگہ A کا پڑھنا کسی قاعدے کی رُو سے نہیں، اِس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ تلفظ میں رَوانی، سلاست اَور حلاوت پیدا کرنے کے لیے دُنیا بھر کی زبانوں میں اِس قسم کی تبدیلیاں جان بوجھ کر پیدا کی جاتی ہیں، اَنگریزی میں DO NOT کی جگہ DONT فارسی میں "تو را" کی جگہ "ترا"، "ہم این" کی جگہ "ہمیں" دین ودانش کی جگہ "دین دانش" اَور فرانسیسی میں "ووز، آوے" (VOUS, AVEZ) کی جگہ "وو، زا، وے" (VO.ZA.VE) وغیرہ اِس

رَوانی، سلاست اَور حلاوت کی مثالیں ہیں، فرانسیسی ووز، آوے (VOUS.AVEZ) میں قراءت کی اِس تبدیلی کے علاوہ ایک دُوسری تبدیلی بھی پیدا ہوگئی ہے اَور وہ یہ کہ دُوسرے کلمے کے پہلے حرف A کو جو حرف صحیح (CONSONANT) تھا، پہلے کلمے کے آخری حرف S کے ساتھ ملا کر حرفِ علت (VOWEL) میں بدل دیا گیا ہے، باقی AVEZ کے آخری حرف Z کا آواز نہ دینا، سو یہ فرانسیسی کا عام نقص ہے کہ اِس زبان میں R اَور L کے علاوہ کلمہ کے آخر کوئی دُوسرا حرف ہو تو وہ عام طور پر بے آواز ہوتا ہے اَور یہ R اَور L وہی دو حرف ہیں جن کے باعث اَنگریزی کا صوتی نظام فرانسیسیوں، چینیوں اَور جاپانیوں کے لیے دَردِ سر بن گیا ہے اَور جاپانی ''لنڈن'' (LONDON) کو ''رنڈن'' (RONDON) کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

غرض قرآن کی قراءت کے بارے میں علمِ تجوید جن تبدیلیوں کی سفارش کرتا ہے، وہ قواعد کے مطابق اَور کلام میں حلاوت پیدا کرنے کی خاطر ہیں، ورنہ '' من ماء'' کے ''ن'' کو ''م'' سے نہ بدلا جائے تو اِسے غلط نہیں کہا جائے گا، لیکن اَنگریزی کے کٹ (CUT) میں A کو U سے نہ بدلا جائے یا U کی آواز A کی آواز میں نہ بدلی جائے تو اِسے فحش غلطی تصور کیا جائے گا۔

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۲ر جمادی الثانی/۴رمئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاد مولانا محمد خلیل صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اَور ۲۵ رمئی کو واپسی ہوئی، والحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے اِس سفرکو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

۱۷ر جمادی الثانی / ۹ رمئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب دامت برکاتہم عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے ماہِ جون میں واپسی متوقع ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے اِس سفرکو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

۱۳رمئی بروز اِتوار شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی سرور صاحب کی ہمشیرہ کا نکاح پڑھانے کے لیے دِن کے گیارہ بجے نارووال کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں تلونڈی کے مولوی محسن صاحب کے یہاں نمازِ ظہر اَدا کی ،نمازِ ظہر کے بعد دُعائے خیر کر کے منزل کی طرف روانہ ہوئے تقریبًا دو بجے خان خاصہ پہنچے حضرت صاحب نے نکاح پڑھایا کھانا کھانے اَور قیلولہ کے بعد نمازِ عصر اَدا کر کے جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا ندیم صاحب کی دعوت پر ختم نبوت کے موضوع پر بیان کرنے کے لیے نارووال شہر تشریف لے گئے۔ بعد نمازِ مغرب حضرت صاحب نے وہاں کے ماحول کے مطابق علم کے موضوع پر مفصل اَور دل پذیر بیان فرمایا۔ بیان کے بعد کھانا تناول فرمایا کچھ دیر قیام کے بعد واپسی کے لیے روانہ ہوئے، رات ساڑھے بارہ بجے بخیریت واپسی ہوئی۔

۲۰رمئی بروز اِتوار شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدرسہ علومِ شرعیہ کے ناظم محترم اَلحاج طارق مسعود صاحب مدظلہم کی دعوت پر بسلسلہ اِختتام صحیح بخاری شریف ساہیوال تشریف لے گئے جہاں پر حضرت صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث شریف کا دَرس دیا اَور

اِنتہائی فاضلانہ گفتگو فرمائی۔ رات کے تقریبًا تین بجے بخیریت واپسی ہوئی، والحمد للہ۔ جامعہ کے مدرس مولانا اِظہار الحق صاحب اَور مولانا خبیب صاحب شریکِ سفر تھے۔

۲۹ر جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ/ ۲۱ر مئی ۲۰۱۲ء بروز پیر جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری شریف کے موقع پر ایک تقریب کا اِنعقاد ہوا، کراچی سے تشریف لائے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اَور اِختتامی دُعاء فرمائی۔

۲۱ر مئی بروز پیر بھائی ندیم صاحب متعلم دورۂ حدیث کی دعوت پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شیخوپورہ خانقاہِ ڈوگراں کی جامع مسجد صدیقیہ میں ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لے گئے جہاں حضرت صاحب نے اَنگریزوں کی طرف سے مرزا قادیانی کذاب کو نبی بنانے کے دَرپردہ مقاصد اَور اُس کے دَجل وفریب پر تفصیلی بیان فرمایا اَور دُعاءِ خیر کرتے ہوئے وہاں سے رُخصت ہوئے۔

جامعہ مدنیہ جدید میں جمادی الثانی کے آخری عشرہ میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے۔

۲۴ر مئی بروز جمعرات شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ صادق کے ناظم صاحب کی دعوت پر سال کے اِختتامی پروگرام میں شرکت کی غرض سے رائیاں رائیونڈ روڈ تشریف لے گئے جہاں پر حضرت صاحب نے جامعہ کے اَساتذہ اَور طلباء سے ہدایت اَور علم کے موضوع پر جامع اَور مدلل بیان فرمایا۔

۲۶ر رجب ۱۴۳۳ھ/ ۱۶ر جون ۲۰۱۲ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے جس میں کل 250 طلباء شرکت کریں گے۔

وفیات

موت العَالِم موت العَالَم

١٣ ؍مئی کو ایک ہی دِن میں دو بڑے علماء جامعۃ الرشید کراچی کے اُستاذ الحدیث و مفسر قرآن اَور ہفت روزہ ضربِ مومن کے کالم نویس حضرت مولانا محمد اَسلم صاحب شیخوپوری ؒ کو کراچی میں، حضرت مولانا سیّد محمد محسن شاہ صاحب ؒ کو لکی مروت میں اَور قبل اَزیں ٢؍مئی کو دارُ العلوم حقانیہ کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا نصیب خان صاحب ؒ کو اَکوڑہ خٹک میں شہید کر دیا گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

علمائے حق کا قتل روزمرہ کا معمول بن چکا ہے، قاتل بے دَردی کے ساتھ اُنہیں قتل کر کے چلے جاتے ہیں، مقدمات دَرج ہوتے ہیں لیکن قاتل کون ہیں اَور وہ اِنہیں کیوں قتل کرتے ہیں ؟ کسی بھی حکومت نے اِس کا تاحال سراغ نہیں لگایا۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اِن علماء کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرارِ واقعی سزا دے تاکہ آئندہ کے لیے ایسے واقعات کی روک تھام ہو سکے۔

☆

٢٣؍مئی ٢٠١٢ء/ یکم رجب المرجب ١٤٣٣ھ کو تحریکِ شیخ الہندؒ کے رازدَار، اَسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیز گل صاحب کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی محترمہ عطیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی میں اِنتقال فرما گئیں۔ مرحومہ اِنتہائی پارسا اَور خوش اَخلاق خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔

٥؍مئی کو بڑے حضرتؒ کے دیرینہ رفیق حیدرآباد کے اَلحاج شبیر اَحمد صاحب طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)